REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS-PAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57

جلد ۳۶

ایڈیٹر
خورشید
نائب
بشارت

1516

محمدٌ وَّ نُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیْم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

شمارہ
۲۲

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ... وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY "BADR"

۷/ شوال ۱۴۰۷ ہجری | ۴/ احسان ۱۳۶۶ ہش | ۴/ جون ۱۹۸۷ء

2628
Dr Major Zaheeruddin Khan sb
A.M.C. Commond Hospital
Sec:- 12
U.T. CHANDIGARH- 160012 (

اخبارِ احمدیہ

قادیان یکم احسان (جون)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں ہفتہ رپورٹ اشاعت میں ملنے والی اطلاع کے مطابق حضور پُر نور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام اپنے جان و دل سے محبوب آقا کی صحت و سلامتی اور مقاصد عالیہ میں نمایاں کامیابی کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

● ــــ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کی دائیں آنکھ کے موتیا بند کا آپریشن پچھلے دنوں ہوا تھا۔ احباب جماعت سیدہ موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی نیز اور صحت و سلامتی والی درازیٔ عمر کے لئے دعا کرتے رہیں۔

● ــــ مقامی طور پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان سمیت تمام درویشان کرام و احباب جماعت احمدیہ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام

قادیان میں جلسہ یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ مرتبہ: مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور مبلغ سلسلہ)

قادیان۔ ۲۷ ہجرت (مئی)۔ محترم امیر صاحب مقامی قادیان کی طرف سے مرتبہ کردہ پروگرام تقاریر کے مطابق لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر انتظام مسجد اقصیٰ میں ۹ بجے صبح جلسہ یوم خلافت کی بابرکت تقریب کا انعقاد زیر صدارت محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان عمل میں آیا۔ بحکم ناظر صاحب اعلیٰ جملہ ادارہ جات صدر انجمن احمدیہ میں تعطیل کی گئی تاکہ مرکز کے سارے افراد جلسہ میں شامل ہو سکیں۔ چنانچہ مرد و خواتین نے بڑھ چڑھ کر جلسہ میں شرکت کی۔ عورتوں کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔

اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگاہی نے کی۔ اس کے بعد عزیزم رفیق احمد صاحب مدراسی نے نظم سنائی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ نے

"قیام خلافت از روئے قرآن کریم احادیث صحیحہ و اقوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام"

کے موضوع پر کی۔ موصوف نے بتایا کہ خلافت کی دو اقسام ہیں (۱) خلافت نبوت۔ اور (۲) خلافت علیٰ منہاج نبوت۔ آپ نے آیت اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ سے خلافت نبوت ثابت ہوتی ہے۔ اور سورۃ النور کی آیت استخلاف وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ اور مشکوٰۃ کی حدیث تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ...... ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ ..... الخ سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیٰ منہاج نبوت کا دائمی وعدہ فرمایا ہے۔ اور اسی کے مطابق اسلام کی نشأۃ اُولیٰ میں خلافت کا قیام ہوا۔ موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب شہادت القرآن اور الوصیت کی روشنی میں جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام پر روشنی ڈالی کہ بفضلہ تعالیٰ جماعت احمدیہ نظام خلافت کی برکت سے دینی اور دنیوی ترقیات سے بہرہ ور ہو رہی ہے۔

مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے

"خلافت کی اہمیت اور برکات"

کے عنوان پر تقریر کی۔ موصوف نے آیت قرآنی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ حبل اللہ سے مراد وہ رسی ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا مخلوق کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اسی رسی سے وابستہ افراد آپس میں بھی متحد رہتے ہیں اور خدا سے بھی ان کا تعلق قائم رہتا ہے۔ اور یہی خلافت کی بنیادی برکات ہیں جن سے جماعت احمدیہ فیضیاب ہو رہی ہے۔ موصوف نے آیت استخلاف کی روشنی میں خلافت حقہ کے قیام کے نتیجہ میں تمکین دین اور خوف کی حالت کے امن سے تبدیل ہونے اور تزکیۂ نفوس کی اُن برکات کا ذکر کیا جن سے جماعت احمدیہ متمتع ہو رہی ہے۔

اس کے بعد مکرم محبوب احمد صاحب امروہی نے نظم سنائی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی تھی۔ موصوف نے بعنوان

"خلافت رابعہ کے کارنامے"

تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ خلافت رابعہ کے بابرکت دور کو ابھی پانچ سال بھی پورے نہیں ہوئے لیکن اس عرصہ میں جماعت نے اجتماعی لحاظ سے تربیت، اور تبلیغ اور مالی و جانی قربانیوں کے میدان میں جو ترقی کی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مرکز سلسلہ سے انگلستان ہجرت کے بعد سے پاکستانی احمدیوں کی عظیم قربانیوں اور بیرونی ممالک کے احمدیوں کی حیرت انگیز ترقیات کا خصوصیت سے ذکر کیا۔ نیز نئے مشنوں کے قیام، مساجد کی تعمیر اور تراجم قرآن کریم کی اشاعت اور احباب جماعت کے جذبہ تبلیغ کا بھی ذکر کیا جو خلافت رابعہ کے مبارک عہد میں روز افزوں ہے۔

آخر میں صدر جلسہ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ناظر اعلیٰ نے خطاب فرمایا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ نے خلافت کے ہر دور میں بہت ترقی کی ہے۔ آپ نے بعض ایمان افروز واقعات بھی سنائے۔ اور خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ ارشادات بسلسلہ صد سالہ جوبلی کی طرف خصوصی توجہ دلائی کہ احباب کو چاہیئے کہ حضور کی ہدایات پر عمل کریں اور غلبۂ اسلام کی مہم میں زیادہ سے زیادہ وقت دیں۔ موصوف نے خاص طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی۔ اسیران راہ مولیٰ کی رہائی اور بیماروں کی شفایابی اور جماعت کی ترقی کے لئے دعاؤں کی تحریک کرنے کے بعد اجتماعی دعا کروائی اور یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ عبد الرحیم و عبد الرؤف۔ مالکان محمد بساری مارٹ صالح پور۔ کٹک۔ (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۴ احسان ۱۳۶۶ ہش

اسلامی عید!

دینِ اسلام میں دو عیدیں ایک سال کے دوران منائی جاتی ہیں۔ ایک عید الفطر جو ماہِ رمضان کے اختتام پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے۔ اور دوسری عید الاضحیٰ جو مناسکِ حج کے اختتام پر منائی جاتی ہے۔ ان دونوں عیدوں کے پس منظر میں عبادات و مجاہدات کا ایک باقاعدہ نصاب مقرر ہے۔ جس کے عقب میں عید کی خوشیاں یُوں نمودار ہوتی ہیں جیسے شدّتِ گرمی کے بعد بارانِ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اسلامی عیدیں ایک ایسی حقیقت اور ایک ایسے فلسفے کی آئینہ دار ہوتی ہیں جس میں خاص طور پر انسان کی رُوحانی نشو ونما اور ترقی مضمر ہوتی ہے ———— یوں تو انسان کی مادی زندگی بھی مجاہدات اور امتحانات سے گزُر کر ہی نکھرتی اور سنورتی ہے۔ جیسے ایک طالبِ علم ہی کو دیکھئے، اپنے مقررّہ نصاب پر عبُور حاصل کرنے کے لئے جس قدر وہ محنت و مشقت اُٹھاتا ہے، اتنی ہی بڑی خوشی اُسے نتیجے کے دن نصیب ہوتی ہے۔ تو جس طرح ایک طالبِ علم کی نمایاں کامیابی اُس کی شبانہ روز محنت کا نتیجہ ہوتی ہے ویسے ہی اسلامی عیدیں بھی اپنے پس منظر میں رکھے گئے مجاہدات و عبادات کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

ماہِ رمضان المبارک اپنی تمام تر برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ آیا اور دیکھتے دیکھتے گزُر گیا۔ یہ ایک ایسا پیارا "عُسر" تھا، ایک ایسی پیاری تنگی تھی جو ہر روزہ دار اور عبادت گزار نے اپنی خوشی سے اپنے اُوپر وارد کر لی تھی۔ اُس "یُسر" کی تمنا میں جو اِس عُسر کے سینے سے پھُوٹتی ہے۔ اُس عید کی تمنا میں جس کی بشارت خُدا تعالیٰ نے " اَنَا اَجْزِی بِهٖ " (کہ میں ایسے روزہ دار کی خود جزاء بن کر اُسے مل جاتا ہوں) کے الفاظ میں دے رکھی ہے —— یہ عُسر اور تنگی کے الفاظ دراصل دنیاوی نقطۂ نگاہ سے ہیں۔ ورنہ اگر حقیقی تنگی اور تکلیف کے دَور کا تو یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ بڑا لمبا دَور معلوم ہوتا ہے۔ مگر جیسا کہ سب جانتے ہیں، رمضان المبارک ایسے جلد گزر جاتا ہے جیسے خوشی اور راحت کی ساعتیں جلد گزرتی معلوم دیتی ہیں —— !

یہ عید جو نئے کپڑے پہن کر، اچھے لذیذ کھانے کھاکر، شُکرانہ کے دوگانہ نفل ادا کرکے، آپس میں گلے مل کر اور تحائف کے تبادلوں کے ساتھ منائی جاتی ہے، یہ تو محض ایک ظاہری علامت ہے ورنہ اسلامی عید کا سچا اور حقیقی فلسفہ یہ ہے کہ حقیقی اور باطنی عید اُسی شخص کی ہوتی ہے جو ایک مہینے کی عبادتوں اور ریاضتوں کے نتیجے میں اپنی رُوح کو صیقل کرلے۔ اور اخلاقِ رذیلہ کے پُرانے کپڑوں کو اُتار پھینک کر اخلاقِ فاضلہ کے نئے کپڑوں کو پہن لے۔ اور جس طرح ظاہری طور پر کھانے پینے اور مخصوص تعلقات کو ترک کرکے ایک مسلمان گوُنہ تنگی اپنے اوپر وارد کرکے خدا کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اُسی طرح خُدا کی دیگر صفاتِ حسنہ سے آراستہ ہونے کی کوشش کرے۔ اور خدا کی رضا اِس طور پر حاصل کرلے کہ جو نتیجہ " اَنَا اَجْزِی بِهٖ " کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، اُس نتیجے سے اپنے دامنِ مُراد کو بھر لے۔ تو دراصل حقیقی عید اُسی کی عید ہے۔ اور یہی وہ عید ہے جو ایک سچّے مسلمان کو رُوحانی زندگی کے مجاہدات کی منزلیں طے کرتے ہوئے بالآخر لقاءِ الٰہی کی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جس کی طرف قرآن کریم کی یہ آیت توجہ دلاتی ہے :-

يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۔ (الانشقاق: ۷)

کہ اے انسان! تجھ میں خُدا نے ایسی طاقت اور ایسی قوّتِ پرواز رکھی ہے کہ اگر تُو پُورا زور لگاکر اپنے ربّ کی طرف حرکت کرنا شروع کر دے تو آخر ایک دن اپنے ربِّ حقیقی کو پالے گا۔ اور اسلامی تعلیم کے مطابق یہی ایک مقصدِ حیات ہے انسانی زندگی کا۔ ورنہ باقی تو سب فسانہ ہے۔

خُدا تعالیٰ ہمیں اسلامی عید کے فلسفے کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر عُسر کو کامیابی کے ساتھ عبُور کرنے اور پھر اس کے عقب میں ظاہر ہونے والی یُسر کی نعمتوں سے متمتع ہونے کے مسلسل عمل سے گزُرتے ہوئے اُس حقیقی عید کو پالینے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے جس کی مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں بشارت دی گئی ہے

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن ۞

(محمد انعام غوری قائمقام ایڈیٹر)

قادیان میں عید الفطر کی تقریب سعید!

قادیان دارالامان میں مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۸۷ء کو عید الفطر کی مُبارک تقریب پُورے اسلامی روایات کے مطابق پُر وقار طریق پر منائی گئی۔ مرکزِ سلسلہ قادیان میں مقررہ رؤیتِ ہلال کمیٹی نے آل انڈیا ریڈیو کی خبروں اور دیگر ذرائع معلومات کا تجزیہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ چونکہ ہندوستان میں دہلی و بمبئی وغیرہ مقامات پر ۲۸ مئی ہی کو عید منائے جانے کا اعلان کیا گیا ہے اس لئے قادیان میں بھی اسی روز عید منائی جائے اور ۲۹ واں روزہ بعد عید قضا کیا جائے۔ چنانچہ صُبح نو بجے کے قریب یہ فیصلہ ہونے پر روزہ داروں نے روزہ افطار کر لیا۔ اور معتکفین اپنے اعتکاف کو ختم کرکے گھروں کو واپس ہوئے۔ اور محترم امیر صاحب مقامی کے اعلان کے مطابق نمازِ عید کی ادائیگی کے لئے تیار ہو کر مرد احباب مسجد اقصیٰ میں اور مستورات مسجد مبارک میں جمع ہو گئیں۔ اسی طرح یو۔پی و بہار وغیرہ علاقوں سے آتے ہوئے مزدور پیشہ مسلمان افراد میں سے بھی جن کو عید کی اطلاع مل گئی تھی نمازِ عید کی ادائیگی کے لئے مسجد میں جمع ہوئے۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے سوا گیارہ بجے عید کا مسنُون دوگانہ پڑھانے کے بعد جامع خطبہ دیا جس میں رمضان المبارک کی عبادتوں، ریاضتوں اور برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے تلقین فرمائی کہ ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ رُوحانی برکتیں ہماری زندگی کا ایک مستقل جُزو بن جائیں۔

خطبۂ ثانیہ کے بعد سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی —— اسیرانِ راہِ مولیٰ کی معجزانہ رہائی۔ جملہ مریضان کی شفایابی اور حاجتمندوں کی حاجت براری کے لئے دُعاؤں کے اعلان کرنے کے بعد لمبی اجتماعی دُعا کروائی۔

بعدہٗ تمام احباب نے ایک دوسرے سے مصافحہ و معانقہ کرکے عید کی مبارکباد دی۔ نمازِ عید میں پانچ سو سے زائد بہار وغیرہ کے غیر احمدی مسلمان بھائیوں نے بھی شمولیت کی۔ ان تمام مہمانوں کے دوپہر کے کھانے کے لئے لنگرخانہ میں پلاؤ۔ زردہ تیار کروایا گیا جس سے ان سب کی تواضع کی گئی۔

اُس دن شام تک ایسے غیر احمدی مسلمان بھائیوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا جو اگلے دِن نمازِ عید ادا کرنے کے خیال سے قادیان آ رہے تھے۔ اگلے دن صُبح تک یہ تعداد سولہ سو (۱۶۰۰) کے قریب پہنچ گئی۔ لیکن یہ معلوم کرکے کہ یہاں تو عید الفطر منائی جا چکی ہے وہ افسردہ خاطر ہوگئے۔

چنانچہ ان مسلمان بھائیوں کی خوشی کی خاطر مقامی طور پر مشورہ کرکے فیصلہ کیا گیا کہ اُن کے لئے نمازِ عید کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے۔ لہٰذا باہمی مشورہ کے بعد ۲۹ مئی کو مسجد اقصیٰ میں محترم مولانا بشیر احمد صاحب خادم نے ان سولہ سَو کے قریب غیر احمدی مسلمان بھائیوں کے اجتماع کو عید کا دوگانہ پڑھایا۔ بعدہٗ موقعہ کی مناسبت سے خطبہ دیا۔

ان سب مہمانوں کے لئے فوری طور پر محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ناظر اعلیٰ اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی کی نگرانی و ہدایت کے مطابق مکرم وحید الدین صاحب شمس ایڈیشنل افسر لنگرخانہ نے پلاؤ و زردہ کی دیگیں تیار کروائیں جو مکرم مہتمم صاحب مقامی کے تعاون سے مہمان خانہ کے عملہ اور مقامی خدام نے نمازِ عید کی ادائیگی کے بعد جملہ مہمانوں کو کھلایا۔

اِس طرح گویا دو ہزار سے زائد غیر احمدی مُسلمان بھائیوں نے قادیان میں آکر ہمارے لئے دُہری عید کا سماں بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ انہیں بھی اپنے فضل سے حقیقی عید نصیب فرمائے اور امام الزمان حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق بخشے۔

اٰمین ۞

ضروری اعلان
برائے لجنات اماء اللہ بھارت

شعبۂ اشاعت لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان نے بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے آسان اور سادہ زبان میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کی شائع کردہ کتب "ہمارے پیارے نبیؐ" حصہ اول و دوم۔ "سوانح حضرت مصلح موعودؓ" اور "سیرت حضرت مسیح موعودؑ" آفسیٹ طباعت کے ساتھ دیدہ زیب شائع کی ہیں۔ تمام لجنات کوشش کریں کہ لجنہ اور ناصرات کی ہر ممبر ان کتب کا ضرور مطالعہ کرے۔ لجنات کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ یہ کتب منگوا کر استفادہ کریں۔ مہربانی کرکے لجنات جلد اطلاع دیں کہ کس قدر تعداد میں یہ کتب مطلوب ہیں تا اُن کو بھجوائی جا سکیں۔ قیمت حسبِ ذیل ہے :-

ہمارے پیارے نبیؐ حصہ اول و دوم	دو دو روپے فی نسخہ
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۲۔۷۵ 〃 〃
سوانح حضرت مصلح موعودؓ	۱۔۷۵ 〃 〃

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی محبت کی خاطر وہ محبت عطا کی گئی ہے جس سے ہم بھی محبت الٰہی کے راز حاصل کریں

جہاں کا بھی تم سفر اختیار کرو خدا کی محبت لے کے چلو۔ خدا کی محبت اگر تمہارے ساتھ رہی تو تمہیں کبھی روحانی طور پر ضعف اور کمزوری کا احساس نہیں ہوگا

سب سے زیادہ آسان، سب سے زیادہ مفید، سب سے زیادہ دیرپا اور ہمیشہ ساتھ رہنے والا الٰہی نسخہ یہ ہے کہ محبت پہ بناء کرنے والا تقویٰ حاصل کریں!

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۷ر شہادت ۱۳۶۶ ہش مطابق ۱۷ر اپریل ۱۹۸۷ء بمقام ناصر باغ۔ فرینکفرٹ مغربی جرمنی
مرتبہ :- مکرم عبد الحمید غازی صاحب ۔ لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا :-

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کا سالانہ جلسہ شروع ہو رہا ہے۔ عموماً تو دستور یہی ہے کہ جمعہ کے دن جلسہ شروع ہوتا ہے لیکن افتتاحی خطاب جمعے کے بعد اس مجلس میں ہوتا ہے جو خالصۃً جلسے کی غرض سے بلائی جاتی ہے۔ لیکن اس روایت سے ہٹ کر آج میں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میرا خطاب جو افتتاحی ہے وہ جمعے پہ ہی رکھ لیا جائے۔ اور جمعہ اور افتتاحی خطاب اکٹھے ہو جائیں۔ کیونکہ مجھے جمعے اور افتتاحی خطاب، جبکہ اکٹھے ہو چکے ہیں، اس کے معاً بعد واپس جانا ہے۔ اور واپسی سے پہلے معاً بعد تو نہیں کہنا چاہیئے تھا کچھ عرصہ کے بعد، لیکن واپسی سے پہلے بہت سے اور کام ہیں جو یہاں کرنے ہیں کچھ میٹنگز ہیں مجلس عاملہ وغیرہ سے، کچھ اور دوسرے جماعتی کاموں کے سلسلے میں وقت صرف کرنا ہے۔ اس لئے مجبوراً میں باقی وقت آپ کے ساتھ نہیں رہ سکوں گا۔ لیکن ابھی میں نے امیر صاحب سے اس بارے میں بات کی ہے کہ اگر جمعے کے معاً بعد اسی جگہ، اسی طرح بیٹھے ہوئے جلسہ شروع ہوتا ہے تو فوراً بعد میں چلا گیا تو اس کا بھی مجھے بڑا صدمہ ہوگا۔ آپ کو بھی اس کا خیال ہوگا کہ ٹھیک ہے جمعے میں افتتاح تو ہو گیا لیکن جو باقاعدہ آغاز ہوا تھا، اس میں یہ موجود نہیں تھا۔ اس لئے میں نے تھوڑی سی یہ ترمیم کر لی ہے اس پروگرام میں کہ جمعے کے بعد جب جلسہ شروع ہوگا تو تلاوت اور نظم میری موجودگی میں ہو جائیں گے اس کے بعد افتتاحی دعا بھی ہم اکٹھے کر لیں گے، پھر میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔

دوسرے اس کی اس لئے بھی ضرورت پیش آگئی کہ آپ لوگوں کو جب تک نعرے نہ لگائیں مزا نہیں آتا۔ اور یہ آپ کی مجبوری خاص طور پر ہے۔ کیونکہ دنیا کی جتنی بھی احمدی جماعتیں میری نظر میں ہیں، اور بہت بڑی تعداد ہے جو میری نظر میں ہے۔ ان میں نوجوانوں کا ایسا تناسب اور کہیں نہیں جیسا کہ جرمنی میں ہے۔ اس وقت یہ جماعت کا اجتماع ہے لیکن سرسری نظر سے کوئی پہچان نہیں سکتا کہ یہ جماعت کا اجتماع ہے یا خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہے۔ اس پہلو سے

آپ کا خون ماشاء اللہ گرم ہے

اور جلسے پہ نعرے لگانے کی عادت ہے۔ اور جمعے پہ نعرے لگ سکتے نہیں، منع ہے۔ اس لئے آپ کو کچھ خلا کا احساس رہ جاتا تھا۔ تو چند منٹ جو آپ کے ساتھ گزاروں گا اس وقت بےشک جتنے نعرے لگانے ہیں لگا لینا۔ لیکن جمعے کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس خطاب کے درمیان اس خطاب کے دوران ہرگز کسی قسم کی کوئی آواز بلند نہ ہو۔

گزشتہ چند خطبات میں میں تقویٰ کی طرف جماعت کو توجہ دلاتا رہا ہوں۔ اور یہ سلسلہ ابھی آگے بڑھانے کا پروگرام ہے۔ آج بھی اسی موضوع سے متعلق چند باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ کچھ ہو سکتا ہے پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ لیکن بطور خاص آج کے اجتماع میں میں سمجھتا ہوں کہ تقویٰ کے ایک، دو ایسے پہلو ہیں جن کا یہاں بیان کرنا بہت ضروری ہے۔

میں اس سے پہلے بتا چکا ہوں کہ

تقویٰ ایسے خوف کو نہیں کہتے

جیسے کسی جنگلی جانور سے، فرضی ہوتے سے، خوف ہوتا ہے۔ تقویٰ کا یہ ترجمہ ـــ اللہ کا خوف اختیار کرو، اللہ کا ڈر اختیار کرو، یہ ایک زبان کی مجبوری ہے۔ ورنہ حقیقت میں ڈر اور خوف تقویٰ کے مضمون کو ہرگز بیان نہیں کر سکتے۔ وجہ یہ ہے کہ ڈر کے نتیجے میں تو انسان دور بھاگتا ہے۔ جس چیز سے خوف ہو اس سے ہٹتا اور بچتا ہے۔ اور اللہ سے تعلق میں تو خدا تعالیٰ تقویٰ کے ذریعے بندے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جتنا تقویٰ کا معیار بڑھتا چلا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ انسان اپنے آپ کو خدا کی گود میں محسوس کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :- ؎

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثل طفل شیر خوار

کہ اے میرے آقا! مجھے تو جب سے ہوش آئی ہے میں نے اپنے آپ کو تیرے ہی سایۂ رحمت تلے پایا ہے۔ "گود میں تیری رہا میں مثل طفل شیر خوار" عمر گزر گئی، مگر میں نے ہمیشہ اپنے آپ کو تیری گود میں اسی طرح محسوس کیا جیسے ایک دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کی گود میں ہوتا ہے۔ تو دودھ پیتے بچے کو تو ہر دوسری چیز سے خوف ہوتا ہے سوائے ماں کی گود کے۔ بلکہ اس کا خوف کا احساس ہی ماں کی گود سے علیحدگی کے نتیجے میں شروع ہوتا ہے۔

ایک دودھ پیتے بچے کی نفسیات پر جب ماہرین نفسیات نے مزید غور کیا اور تحقیق کی تو ان کو یہ پتہ چلا کہ اس کے لئے سوائے گود کے اور خصوصاً ماں کی گود کے اور کوئی امن کی جگہ نہیں۔ اور جو بچے گود سے محروم رہ جائیں وہ ہمیشہ کئی قسم کی نفسیاتی بیماریوں کا شکار رہتے ہیں۔ ان کا احساس تحفظ مٹ جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو خالی خالی اور بغیر دماغ کے پاتے ہیں۔ تو تقویٰ کا یہ معنی کرنا کہ خدا کا خوف اختیار کرو، ان معنوں میں جن معنوں میں لفظ خوف کو ہم سمجھتے ہیں، یہ لفظ تقویٰ سے بہت ہی زیادتی ہوگی۔ کیونکہ اس کا حقیقی مفہوم اس کے بالکل برعکس ہے۔ خوف ان معنوں میں کہ اس خوف میں ہمیشہ مبتلا رہو کہ خدا سے دور نہ چلے جاؤ۔ کیونکہ خدا سے دوری کا خوف جو ہے اس سے ڈرتے رہنا۔ یہ ہے تقویٰ کی حقیقی تعریف۔ اس سلسلے میں میں آپ کو اس سے پہلے خطبات میں یہ بتا چکا ہوں کہ تقویٰ دو مرکزی فطرت کے سرچشموں سے پھوٹتا ہے۔ ایک محبت سے اور ایک خوف سے۔ وہ خوف کن معنوں میں ہے؟ اس سلسلے میں میں آئندہ آپ کے سامنے کچھ بیان کروں گا۔ وہ کونسا خوف ہے جس میں تقویٰ کی جڑیں پیوستہ ہوتی ہیں۔

لیکن بنیادی طور پر سب سے اعلیٰ طریقہ، سب سے اونچے درجے کا تقویٰ خالصۃً محبت میں جڑیں رکھتا ہے۔ اور محبت الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ پس قرآن کریم نے جب فرمایا اِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی کہ زاد راہ، سفر کا خرچ، سب سے اچھا تقویٰ ہے۔ تو اولین معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ

جہاں کا بھی تم سفر اختیار کرو

خدا کی محبت لے کے چلو۔ خدا کی محبت اگر تمہارے ساتھ رہی تو تمہیں کبھی روحانی طور پر ضعف اور کمزوری کا احساس پیدا نہیں ہوگا۔ ہمیشہ تمہاری غذا تمہارے ساتھ ہوگی۔ تمہاری تقویت کے سامان تمہارے ساتھ ساتھ جائیں گے۔ اور کبھی بھی تم اپنے آپ کو بغیر رزق کے نہیں پاؤ گے۔ اس سلسلے میں چند باتیں جو میں آپ کے سامنے خصوصیت سے رکھنی چاہتا ہوں، یہ ہے کہ بہت سے احمدی، ایسے نوجوان اور بڑے اور چھوٹے بھی ہیں۔ مرد بھی ہیں، عورتیں بھی۔ جنہوں نے جرمنی کا سفر اختیار کیا اور اسی طرح دیگر ممالک کا سفر اختیار کیا۔ ان کے سفر کی بناء یا ان کے سفر کی وجہ مختلف تھی اور مختلف ہے اور ہمیشہ مختلف رہے گی۔ کیونکہ ہر انسان بعینہٖ ایک وجہ سے سفر نہیں کرتا۔ کچھ ایسے ہیں جن کو

ہذہانی طور پر شدید تکلیف پہنچی۔ ایک ایسے مُلک میں بستے ہوئے جہاں اُن کے بُنیادی حقوق پر پہرے بیٹھا دیئے گئے۔ ہر قسم کے مذہبی حقوق ان کے تلف کر لئے گئے۔ اور اُن کے بزرگوں کو جن سے وہ بڑی محبت، اور عقیدت رکھتے تھے اُن کو مسلسل گالیاں دی گئیں۔ اور دی جاتی رہیں اور اب بھی دی جاتی ہیں۔ اور اِدھر سے اُن کو زبان کھولنے کی اجازت نہیں۔ تو نوجوان بسا اوقات اِس صورتِ حال کے نتیجے میں یا تو اپنا ضبط کھو بیٹھتے ہیں اور کچھ ایسی حرکت کر گذرتے ہیں جو اُن کے لئے بھی اچھی نہیں اور جماعت کے لئے بھی اچھی نہیں۔ اور بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر ایسا نہ کریں اور ضبط رکھیں تو ایسے نوجوان نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تو کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے

اِس دباؤ کے نتیجے میں ہجرت کی

کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے واقعتاً جسمانی طور پر بھی تکلیفیں اُٹھائیں، قید و بند کی صعوبتیں دیکھیں، گالیاں کھائیں۔ پتھر کھائے۔ گلیوں میں گھسیٹے گئے۔ کلمہ پڑھنے کے جرم میں ان کو کئی قسم کی اذیتوں کا نشانہ بنایا گیا۔ اور اس لئے وہ اس لحاظ سے بھی ہجرت کے اہل ٹھہرے کہ باہر کی دُنیا جن چیزوں کو دیکھتی ہے وہ اُن کو دکھا سکتے تھے کہ ہاں دیکھو اگر جسمانی اذیت ہی تمہارے نزدیک ہجرت کا حقیقی محرک بننی چاہیئے تو ہم جسمانی اذیت کے نتیجے میں باہر آئے ہیں۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ اُن کو رُوحانی اذیت نہیں تھی۔ یہ دونوں چیزیں اکٹھی تھیں۔

ایک طبقہ وہ بھی ہے، وہ بھی ہوگا اور اگرچہ میں اُمید رکھتا ہُوں بہت تھوڑا ہوگا کہ جنہوں نے محض اِس صُورتِ حال سے فائدہ اُٹھانا چاہا ہوگا۔ اُنہوں نے یہ سوچا ہوگا کہ اِس ہجرت کے طوفان میں جب لوگ جا رہے ہیں ہم بھی جائیں اور اپنی زندگی کی کیفیت بدلیں۔ اپنے اقتصادی حالات بدلیں۔ ہمارے گھر والے غریب ہیں۔ مشکلات سے گزارہ کر رہے ہیں۔ تو باہر نکلیں اور اُن کے لئے بہتر کمائی کی صُورت پیدا کریں۔ جذبہ تو یہ بھی نیک ہے۔ لیکن اِس نیکی کے اندر ایک تھوڑی سی خرابی کا عنصر بھی شامل ہو جاتا ہے۔ جب وہ باہر جا کر کہتے ہیں کہ اِس وجہ سے نکلے تھے کہ جماعتِ احمدیہ کے ممبر ہونے کی وجہ سے ہماری زندگی وہاں اجیرن ہو گئی تھی۔ تو ایسے بھی آپ میں سے ہوں گے جو یہ بات درست نہیں کہتے۔ تکلیف تو تھی لیکن تکلیف کی وجہ سے ہر شخص نے ہجرت نہیں کی۔ بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے محض اقتصادی فوائد کی خاطر ہجرت کی ہوگی۔

لیکن مجموعی طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے فرداً فرداً کسی ایک شخص کے متعلق یہ کہنا جائز نہیں کہ فلاں شخص نے یہ حرکت کی ہے۔ لیکن جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جنہوں نے اِس لئے ہجرت کی، وہ خود جانتے ہیں۔ اُن کے دِل گواہ ہیں۔ اور اُن سے زیادہ اِس صُورتِ حال سے کوئی باخبر نہیں ہے۔

اِس قسم کی ہجرت کرنے والوں میں

ایسے بھی ہیں جو وہاں تقویٰ کے نسبتاً بہتر مقام پر فائز تھے۔ عبادتیں بھی کرتے تھے، جہاں تک توفیق ملے نماز باجماعت بھی ادا کرتے تھے۔ نظامِ جماعت سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ اور مالی اور دیگر قربانیوں میں جہاں تک توفیق ملتی تھی حصہ لیتے تھے۔ یا کم سے کم حصہ لینے کی حسرتیں ضرور رکھتے تھے۔ بہت سے ایسے تھے جو غربت کی وجہ سے مختلف قسم کی مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لے سکتے تھے۔ مگر دِل میں تمنا ضرور رکھتی اور کچھ ایسے بھی ہیں جو وہاں جماعتی نقطۂ نگاہ سے اچھی زندگی نہیں گزار رہے تھے۔ نہ تو نظامِ جماعت کا فرد تھے، نہ عبادت کے لحاظ سے اُن کی صُورتِ حال تسلی بخش تھی۔ نہ اُن کو دین سے طبعی کوئی ایسی محبت تھی۔ ایسے بھی تھے جو ورثے میں احمدیت کو پانے والے تھے لیکن ان کا اُٹھنا بیٹھنا ایسے لوگوں میں تھا ایسی غلط سوسائٹی میں تھا کہ کئی گندی عادتیں وہ ساتھ لے کر آئے۔

اب کئی قسم کے لوگ یہاں اکٹھے ہو گئے۔ نیت کے لحاظ سے بھی اور عملی حالت کے لحاظ سے بھی۔ لیکن جرمنی میں پہنچنے کے بعد جب آپ کو ایک غیر، عمومی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کو اس پس منظر کی تفریق کا علم نہیں۔ اُس کو نہیں پتہ کہ کون کس نیت سے وہاں سے نِکلا تھا۔ کس حد تک اُس میں خدا کا حصّہ تھا، کس حد تک اس میں نفس کا حصّہ تھا۔ وہ نہیں جانتا کہ کس معیار کا احمدی پاکستان سے چلا تھا۔ اعلیٰ اخلاقی قدریں لے کر وہاں سے نکلا تھا یا اخلاقی قدروں سے محروم وہاں سے نکلا تھا۔ ایسا تھا جو دُنیا کے لحاظ سے تو محروم تھا لیکن دین کے لحاظ سے نہیں تھا، یا ایسا تھا کہ دونوں لحاظ سے اس کے دامن میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس لئے وہ عمومی طور پر جب آپ کا جائزہ لیتا ہے تو آپ کو

جماعت کا نمائندہ اور جماعت کا سفیر

سمجھتا ہے۔ اور یہاں آنے کے بعد آپ میں سے کچھ ایسے ہیں جو بدقسمتی سے چونکہ وہیں سے کمزوریاں رکھتے تھے یہاں آکر نئی کمزوریوں کا بھی شکار ہو گئے۔ بہت سی ایسی بُرائیوں نے کھلے ہاتھوں اُن کا استقبال کیا جن کے تصوّر سے بھی وہاں وہ خوف کھاتے تھے۔ اور وہم بھی نہیں کر سکتے تھے کہ سوسائٹی میں کھلم کھلا میں ایسی حرکت کر سکوں گا۔ لیکن یہاں کی سوسائٹی نے اپنے دروازے کھول کے۔ اُن کا استقبال کیا۔ بُرائیوں نے زیادہ استقبال کیا اور خوبیوں نے کم استقبال کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگ جو کمزوریاں لے کر چلے تھے، یہاں آنے کے بعد اور بھی کمزوریوں کا شکار ہو گئے۔ اور چونکہ داغ زیادہ دکھائی دیتا ہے اور سفید حصّہ کم دکھائی دیتا ہے۔ ایک سفید چادر پر اگر داغ پڑا ہو تو وہ بہت نظر کو بُرا لگتا ہے، فوراً داغ پر نظر جاتی ہے۔ بعض لوگ جو نوکروں سے کام لیتے ہیں صفائیوں کا، خواہ انڈسٹریل (INDUSTRIAL) ہو یا دُکانوں کا یا گھروں کا۔ وہ جب صفائی کے بعد گھر میں داخل ہوتے ہیں یا دُکان میں داخل ہوتے ہیں تو چاروں طرف نظر ڈالتے ہیں اور صفائی اُن کو خوشی نہیں دیتی۔ لیکن جو گندہ داغ ہے وہ جہاں بھی پڑا ہو وہیں نظر اُن کو پکڑ لیتی ہے۔ کہتے ہیں اچھا اس کا نام تم نے صفائی رکھا ہُوا ہے۔ یہ تو گندہ داغ رہ گیا ہے۔ تم کام چور ہو، تم نکمّے ہو۔ اور کئی قسم کی سخت زبانیں اس کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ اور اس کی صفائی کو بھول جاتے ہیں۔ تو ایسی جماعت جو دُنیا کے سامنے جماعت کے بانیؑ نے تقویٰ کے اعلیٰ معیار کے طور پر، نمونہ کے طور پر پیش کی ہو جس کے متعلق اُسؑ نے دعویٰ یہ کیا ہو کہ میں تم ہی میں سے نسبتاً کمزور اور ادنیٰ حالت میں لوگوں کو پکڑتا ہوں اور اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ اُن میں ایک پاک تغیّر پیدا کرتا چلا جا رہا ہوں۔ ایک نئی رُوحانی پرندوں کی جماعت تمہاری مُردہ مٹی سے پیدا کر رہا ہوں۔ یہ دعویٰ کیا ہو تو دُنیا کی نگاہ اور بھی زیادہ بُرائیوں کی تلاش میں مستعد ہو جاتی ہے۔ اور بہت نمایاں طور پر اس کو گندے داغ دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اور اگر یہ داغ زیادہ ہوں اور بدقسمتی سے ایسے لوگ زیادہ آئے ہوں جو کمزوریاں لے کر باہر نکلے ہیں تو دیکھنے والا بالعموم سب کو نظر انداز کر کے انہی کمزور لوگوں پر نظر رکھے گا۔ اور جماعتِ احمدیہ کے متعلق جو بھی تصوّر باندھے گا ان کو پیشِ نظر رکھ کر باندھے گا۔ اس لحاظ سے

آپ پر بہت ہی زیادہ ذمّہ داری عائد ہوتی ہے

اور پھر جب آپ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ آپ تبلیغ کریں، آپ ایک انقلابِ عظیم برپا کر دیں، اس ملک کی حالت بدل دیں، اس مُلک کا شکریہ اس طرح ادا کریں کہ انہوں نے آپ کو اقتصادی اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالا ہے، آپ اُن کو رُوحانی اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالیں۔ اور ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ پر عمل کر کے دکھائیں کہ ادنیٰ احسان کے بدلے اُن پر اعلیٰ احسان کریں۔ جب آپ سے یہ توقع کی جاتی ہے تو وہ کمزوری والا پہلو اور بھی زیادہ نمایاں ہو کر تکلیف دہ شکل میں سامنے آ جاتا ہے۔ ان سب باتوں کا کیا حل ہے؟

ایک تو وہ حل ہے جو مسلسل جماعت میں جاری ہے۔ تنظیمیں کوشش کر رہی ہیں۔ کہیں لجنہ اماء اللہ کام کر رہی ہے۔ کہیں اطفال الاحمدیہ، کہیں خدام الاحمدیہ، کہیں انصار اللہ، کہیں جماعت کا عمومی نظام ہے۔ اور یہ ایک بہت ہی لمبا کام ہے اور ہمیں جلدی ہے۔ ہمارا وقت تھوڑا ہے۔ ہمیں بہت جلدی انقلاب برپا کرنا ہے۔ ہم صبر سے انتظار نہیں کر سکتے کہ مدتوں کے بعد آہستہ آہستہ منجھ کر یہ لوگ صاف ہوں۔ اور پاک ہوں۔ اس کا کیا حل ہے؟

اس کا سب سے اعلیٰ، سب سے اوّل اور سب سے آخر، سب سے نمایاں اور

"قرآن شریف کی اتباع سے برکاتِ الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں۔"
(سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۳۱)

پیشکش: گلوب ریڈیو فیکچرس ۲۳ رابندرا سرانی۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

فون: 27-0441
گرام: GLOBEXPORT

سب سے زیادہ مؤثر حل یہ ہے

کہ آپ کو محبتِ الٰہی کے تقویٰ کی تعلیم دُوں۔ آپ کو بتاؤں کہ سب بیماریوں کا حل ایک ہی ہے کہ ہر شخص خواہ کمزوری کی کسی حالت میں بھی ہے، فوری طور پر اپنے ربّ سے محبت اور پیار کا تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ یہ وہ تعلق ہے جس کے ساتھ کڑوی نصیحتیں شامل نہیں ہیں۔ یہ وہ تعلق ہے جس کے ساتھ نظام کی پکڑ شامل نہیں ہے۔ یہ وہ تعلق ہے جس کے ساتھ کوئی طعن آمیزی شامل نہیں ہے۔ کوئی دُنیا کی سزا کا اس میں دخل نہیں۔ ایک لمحہ آپ کی زندگی کا آپ کے اندر ایک عظیم رُوحانی انقلاب برپا کر سکتا ہے۔ اور وہ لمحہ اس فیصلے کا لمحہ ہے کہ آپ نے اپنے ربّ سے محبت کرنی ہے۔ اُس کی یاد کو دل میں بسانا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کے قریب ہونے کی کوشش کرنی ہے۔ اگر یہ لمحہ آپ کو نصیب ہو جائے تو خواہ آپ دُنیا اور آخرت دونوں لحاظ سے خالی ہاتھ پاکستان سے چلے تھے آپ کو دونوں جہان کی دولتیں نصیب ہو جائیں گی۔ نہ آپ تہی دامن رہیں گے دُنیا کے لحاظ سے، نہ آپ تہی دامن رہیں گے آخرت کے لحاظ سے۔ اور وہی لمحہ محبتِ الٰہی کا لمحہ ہے جو دونوں جہان کی دولتیں نصیب کرنے والا لمحہ ہے۔

اِسی لئے سب سے زیادہ زور قرآن کریم نے محبت کے تقویٰ پر دیا ہے۔ اور اسی لئے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق کو آپؐ کے دُشمنوں نے بھی عشق کے تعلق کے طور پر دیکھا۔ عرب جو آپؐ کے شدید دُشمن تھے وہ بھی برائیوں کی تلاش میں اُس سے بہت زیادہ تھے جتنا یہاں کا ماحول آپ کی بُرائیوں کی تلاش میں ہے۔ لیکن بڑی گہری نظر کے مطالعہ کے بعد اور بڑی گہری دُشمنی کی نظر کے مطالعہ کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ

عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ

کہ ہمیں تو یہ پتہ لگ رہا ہے کہ یہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربّ کا عاشق ہو گیا ہے۔ اور جب عرب عَشِقَ کا لفظ ان معنوں میں بولتا تھا تو مُراد یہ ہوتی تھی کہ عشق میں پاگل ہو گیا ہے۔ دُنیا و مافیہا کی ہوش نہیں رہی۔ سب کچھ گنوا بیٹھا ہے۔ سوائے اللہ اللہ کے اس کو کچھ یاد ہی نہیں رہا۔ اور کچھ اس کے اُوپر کسی رنگ میں اثر انداز ہی نہیں ہوتا۔ صرف خُدا کا تصور ہے جو اس کی زندگی پر چھا گیا ہے۔

اس مضمون کو قرآن کریم نے بیان فرمایا لیکن بدقسمتی سے بعض لوگوں نے اس کو سمجھا نہیں اور اس کے غلط معنے کئے۔ جب کہ خدا نے فرمایا: وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۔ اے محمدؐ! تیرے ربّ نے تجھے ضالّ پایا اور تجھے ہدایت دی۔ ضالّ کہتے ہیں اُس شخص کو بھی جو گمراہ ہو جائے اور اُس شخص کو بھی جس کو ہوش ہی باقی نہ رہے۔ کسی خیال میں ایسا کھو جائے، کسی عشق میں ایسا مبتلا ہو جائے دنیا و مافیہا ہاتھ سے گنوا بیٹھے اور سوائے ایک خیال کے کوئی خیال اُس کے لئے باقی نہ رہے۔ تو ضَآلًّا سے مُراد یہ تھی کہ اللہ نے تجھے اپنے عشق میں ایسا سرگرداں پایا کہ سب کچھ تیرے ہاتھوں سے کھو یا گیا۔ سوائے خدا کے ذکر کے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ پس اس حالت کو دیکھ کر اللہ نے تجھ پر پیار کی نظر ڈالی فَهَدٰى اُس نے پھر خود تیری ہدایت کا سامان فرمایا۔ یعنی اپنا وصل عطا کیا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ سب سے آسان سفر خدا کی راہ میں اور سب سے زیادہ قوی تربیت کرنے والا عنصر تقویٰ کا عنصر ہے جو محبتِ الٰہی پر مبنی ہو۔ اس کے بغیر آپ کا ہر سفر مشکل ہوگا۔

بہت سے لوگ مجھے جرمنی سے خصوصیت کے ساتھ خط لکھتے ہیں اپنی مشکلات میں دُعاؤں کے لئے۔ کئی قسم کے مسائل ہیں جن کا وہ ذکر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اُن کے لئے توفیق بھی ملتی ہے اور مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوتی ہے کہ اُن کی توجّہ دُعا کی طرف ہے۔ لیکن بعض دفعہ ایسے خطوں سے بعض تکلیف دہ شکلیں بھی سامنے آتی ہیں۔ بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم نے اتنی دُعائیں کیں کچھ بھی نتیجہ نہیں نکلا۔ اتنے سر کھپائے خدا کے سامنے، اتنا کچھ مانگا لیکن ابھی تک کچھ نہیں ماننے پر خدا پابند بیٹھا ہُوا ہے۔ ایسے لوگ دُعا کا فلسفہ ہی نہیں سمجھے۔ حقیقت یہ ہے کہ

دُعا کا فلسفہ بھی تقویٰ کے بغیر سمجھ نہیں آسکتا

ابھی کل کی بات ہے وہاں بیلجیم میں مقامی بیلجین احمدیوں سے میں نے گفت و شُنید کی تو اُن کو اس طرف متوجہ کیا اور اسی مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے میں نے بعض باتیں اُن کے سامنے کھولیں جو میں آپ کے سامنے بھی کھول کے رکھنا چاہتا ہوں۔

خدا سے دُعا مانگنے والے بندے مختلف انواع کے بندے ہوتے ہیں۔ مختلف قسموں کے لوگ ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جن پر جب تک انتہائی مصیبت کا وقت نہیں آتا وہ خُدا سے دُعا مانگنے کی طرف متوجّہ ہی نہیں ہوتے۔ شدید بیقراری پیدا ہو جائے۔ غرق ہو رہے ہوں۔ کینسر (CANCER) نے گھیر لیا ہو، مر رہے ہوں یا اسی قسم کی کوئی اور ناگہانی مصیبت یا پُرانی بیماری بڑھتے بڑھتے ناقابلِ علاج ہو چکی ہو۔ جب ایسی مشکلات کا سامنا آتا ہے تو پھر وہ خود بھی دُعا کرتے ہیں اور غیروں کو بھی دُعا کے لئے لکھتے ہیں۔ یعنی ضرورت بھی وہ جو حد سے بڑھ جائے وہ خدا کی یاد دلاتی ہے۔

اور کچھ ایسے ہیں جو وقتاً فوقتاً ضرورت کے وقت خُدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اور ضرورت پُورا ہونے پر بھلا بھی دیتے ہیں۔ لیکن کچھ ایسے ہیں جو ضرورت سے بے نیاز اپنے ربّ سے پیار کا تعلق رکھتے ہیں۔ خُدا اُن کی زندگی کا جزو بن چکا ہوتا ہے۔ وہ اس کے بغیر رہنے کا تصور ہی نہیں کر سکتے۔ ان تینوں گروہوں کی حالتیں مختلف ہیں۔ پہلا گروہ جو ہے وہ تو اِس قسم کا نظریہ رکھتا ہے کہ اے خُدا میں بھی تجھے اُس وقت یاد کروں گا جب اور کچھ چارہ ہی نہیں رہے گا۔ اور اس سے ادنیٰ حالت میں تجھے یاد کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ جب ہر بات، ہر طاقت مجھے چھوڑ دے گی، جب کوئی اور سہارا باقی نہیں رہے گا پھر میں تجھے یاد کروں گا۔ لیکن اس طرح کہ آزماؤں گا اگر تُو نے میری بات مان لی تو تیری عزت کروں گا۔ اگر نہیں مانی تو میں تجھے سو سو گالیاں بھی دوں گا کہ تُو کہاں سے خُدا بنا پھرتا ہے۔ میں نے تو اتنی حد کر دی، ماتھا رگڑا، منتیں کیں اور تُو نے بات ہی نہیں سُنی۔ میری دُعاؤں کے ہوتے ہوتے میرا فلاں دوست مر گیا۔ میں فلاں مصیبت کا شکار ہو گیا۔ میرا قرضہ نہیں اُترا۔ یہ نہیں ہُوا۔ وہ نہیں ہُوا۔ اور تو عجیب خُدا ہے۔ اس لئے میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں رہا۔

اُن کی دُعا حقیقت میں چیلنج کا رنگ رکھتی ہے

ایک مقابلے کا رنگ رکھتی ہے۔ ایک بغاوت کا رنگ رکھتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ خُدا کو جب بھی یاد کریں ایک نوکر کے طور پر یاد کریں۔ ایک ادنیٰ غلام کے طور پر یاد کریں۔ اور وہ بھی روزمرہ بلانے والا نوکر نہیں، ایسا نوکر جو کہیں دُور بیٹھا یا گیا ہو جس کی شکل دیکھنا بھی انسان عام حالات میں گوارا نہ کرتا ہو۔ لیکن کبھی ضرورت مجبور کر دے کہ ہاں اُسے ضرور بلایا جائے اور اُس سے کوئی گندہ کوئی مشکل کام لیا جائے۔ اس دُعا کو دُعا کہنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اس دُعا کے متعلق یہ تصور باندھنا کہ یہاں دِل سے نکلے گی اور وہاں عرش پر فوراً سُنی جائے گی۔ یہ کہاں کی ہوشمندی ہے۔ لیکن اللہ اپنے بندے پر اتنا مہربان ہے کہ فرماتا ہے کہ بعض دفعہ میں ایسے بندوں کی بھی سُن لیتا ہوں۔ اور یہ جانتے ہوئے بھی سُن لیتا ہوں کہ جب خطرے ٹل جائیں گے تو مجھ سے اعراض کریں گے۔ مجھے بھول جائیں گے۔ میرا نام بھی پھر نہیں لیں گے۔ اور اُن کو پکاریں گے جو میرے خلاف، میرے سوا میرے شریک بنا رکھے ہیں۔ پھر بھی خُدا کبھی کبھی ایسے بندوں پر مہربانی فرماتا ہے کیونکہ وہ بہت ہی مہربان ہے۔

لیکن جہاں تک انسان کے زاویۂ نگاہ کا تعلق ہے اس کا ہرگز حق نہیں، ہرگز اُس کو زیبا نہیں کہ اس دُعا کو حقیقی معنوں میں دُعا سمجھے اور پھر اس دُعا پر ایسا انحصار کرے کہ گویا خدا پابند ہو چکا ہے، اِس حکم کو ماننے پر۔ اور اگر نہیں مانے گا تو پھر میں سمجھوں گا کہ ہے ہی کوئی نہیں۔ جو لوگ ایسی شرطیں لگاتے ہیں اور ایسی حرکتیں کرتے ہیں

اُن کو معلوم ہی نہیں کہ خُدا کیا ہے!

اور یہ وہی لوگ ہیں جن کی سُنی بھی جائے تو تب بھی وہ خُدا کو پا کر کھو دیتے ہیں۔ انہیں کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ بڑے خود غرض بندے تھے۔ میں نے تو اُن کی سُن لی۔ لیکن انہوں نے مجھے چھوڑ دینا ہے۔ کیونکہ یہ اس لائق نہیں ہیں کہ میرے ساتھ رہیں۔ اس لئے دراصل اُن کا چھوڑ دینا اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اُن کی دُعا سُنتے وقت خدا جانتا تھا کہ ضرورت تو میں پوری کر دوں گا۔ لیکن میرے ساتھ رہنے کے لائق نہیں ہیں۔ اِسی قسم کی دُعا کا ذکر قرآن کریم میں اُس فرعون کی دُعا کے ذکر کے طور پر ملتا ہے جو موسیٰؑ کے مقابلے پر نکلا تھا۔ جب وہ غرق ہونے لگا تو اُس نے دُعا کی کہ اے خُدا! تو مجھے نجات بخش! میں آج اس وقت موسیٰؑ اور ہارونؑ کے ربّ پر ایمان لاتا ہوں۔ گویا ایمان لانا فرعون کا اتنا بڑا خدا پر احسان تھا کہ اس کے نتیجے میں اُس کی ساری خطائیں اُس کے سارے مظالم اچانک معاف ہو جانے چاہئیں تھے۔ اور اچانک اُسے مقبول بندہ بن جانا چاہیئے تھا۔

اللہ تعالےٰ نے اس کا جو جواب دیا وہ یہ تھا: آلْآنَ! اب یہ معافی کا کونسا وقت ہے۔ جب تم کچھ کر سکتے تھے میرے بندوں کے خلاف اور میرے پیاروں کے خلاف اُس وقت تم باز نہیں آتے۔ اب تم میں طاقت کیا ہے۔ بے حیثیت، لہروں کے تھپیڑوں کے رحم پر پڑے ہوئے ہو۔ اب تم معافی مانگ رہے ہو۔ اِس معافی کے کیا معنی۔ لیکن میں پھر بھی رؤوف اور رحیم ہوں۔ میں تیرے بدن کو نجات بخش دُوں گا۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تیری رُوح مردود ہے۔ نامقبول رہے گی۔ تیری رُوح کی نجات کا میں کوئی وعدہ نہیں کرتا۔

پس ایسے بندے جو محض اپنی ضرورت کے وقت خود غرضی کے نتیجے میں خُدا کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ سُنی بھی جاتی ہے۔ فرعون کی بھی سُنی گئی تھی۔ ان معنوں میں۔ لیکن خُدا اس کے باوجود ان کی رُوحوں کو قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ بدن کی خاطر خُدا کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور اُن کی آس اور اُن کی تمنا خُدا سے بہت ہی چھوٹی اور بہت ہی گھٹیا ہوتی ہے۔ اللہ سے پیار کے نتیجے میں اُس کے پاس نہیں جاتے۔ پس آپ میں سے جو ضرورت مند ہیں وہ نہ ہوں جو اس قسم کے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر پہلے خُدا کو یاد کرنے کی عادت نہیں تھی تو مُصیبت نے یاد کرا دیا۔ لیکن پھر

اِس شرط کے ساتھ دُعا کیا کریں

کہ ہم حقدار نہیں ہیں۔ ہم نے ساری زندگی تجھ سے اعراض کیا۔ ہماری ساری زندگی گناہوں اور غفلتوں کا شکار ہو گئی۔ جو کچھ تو نے دیا تیرا کرم تھا۔ جو کچھ تُو نے عطا کیا تیرا رحم تھا۔ ہم کسی چیز کے بھی حقدار نہیں تھے۔ اب تو ہمیں عطا فرما دے تو تیری عنایت ہے۔ نہ بھی عطا فرما تو کم سے کم اپنا تو بنا لے۔ آئندہ کی زندگی میں ہمیں یہ اطمینان تو نصیب کر کہ ہم تیرے ساتھ رہیں۔ اور تیرے ساتھ رہنے والے ہوں۔ اور کبھی تجھ سے بیوفائی نہ کریں۔

یہ اگر دُعا کریں ایسی مُصیبتوں میں مُبتلا لوگ تو اُن کی دُعا کی بھی کیفیت بدل جائے گی۔ اُن کی اپنی زندگیوں کی کیفیت بھی بدل جائے گی۔ آناً فاناً وہ اپنے آپ کو ایک نئی زندگی میں پائیں گے۔ نئی حالت میں دیکھیں گے۔ اور محسوس کریں گے کہ اُنہیں وہ دن نصیب ہُوا ہے جس کے بعد کوئی موت نہیں ہے۔ ایک ابدی زندگی ہے۔

پھر دُوسری قسم کے لوگ ہیں جو نسبتاً اعلیٰ مقام پر ہیں۔ یعنی نہایت اعلیٰ مقام پر تو نہیں لیکن اُن کے مقابل پر بہتر مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ چھوٹی موٹی ضرورتوں کے وقت وہ خُدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اور جب وہ ضرورتیں ٹل جاتی ہیں تو پھر بھُول بھی جاتے ہیں ساتھ ساتھ۔ وہ اِس بات کو بھُول جاتے ہیں کہ

محبت کا تعلق دو طرفہ ہُوا کرتا ہے

اگر آپ خُدا کو یاد کرتے ہیں اُس وقت جب آپ کو خُدا کی ضرورت ہے تو جب خُدا کو آپ کی ضرورت ہوتی ہے تو اُس وقت بھی تو اُسے یاد کیا کریں۔ خُدا کو ضرورت کیسے ہوتی ہے؟ خُدا کے دین کو آپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ خُدا کے بندوں کو آپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اپنی ضرورت کے وقت آپ کسی دوست کو یاد کیا کریں اور دوست کی ضرورت کے وقت اُس کو بھُول جایا کریں تو آپ جانتے ہیں کہ وہ دوست آپ کے متعلق کیا سمجھے گا۔ اور رفتہ رفتہ، اگر تعلق تھا بھی تو وہ گرتے گرتے بے تعلقی اور بعض دفعہ دُشمنی میں بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ آپ کے ساتھ اگر کوئی ایسا سلوک کرے کہ جب ضرورت پڑے آپ کے پاس آ جایا کرے، منتیں، خوشامدیں کرے معافیاں مانگے اور کہدے کہ اب میرا کام کر دو، مجھ سے بڑی غلطیاں ہوئیں۔ بسا اوقات آپ اُس کی بات مان بھی لیتے ہیں۔ رحم کا بھی سلوک کرتے ہیں۔ عفو کا سلوک کرتے ہیں۔ معاف کرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر کب تک؟ اگر مسلسل اسی طرح کرے کہ جب آپ کو ضرورت پیش آئے تو وہ آپ سے مُنہ موڑ لے۔ اعراض کرے بلکہ باتیں بنائے اور کہے کہ تم آ گئے ہو اپنا کام کروانے کے لئے۔ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ ہماری اور ذمہ داریاں کتنی ہیں۔ تمہیں تو ہوش ہی کوئی نہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ مَیں خالی تمہاری خاطر بیٹھا ہُوا ہوں۔ اگر اس قسم کی باتیں کرے تو آپ کے دِل میں اس کی کیا قدر باقی رہ جائے گی۔ اللہ بھی بندوں سے بندوں والا معاملہ فرماتا ہے۔ ورنہ وہ تو لامحدود ہے۔ ذاتی طور پر وہ کیا سوچتا ہے کس طرح سوچتا ہے۔ اُس کے احساسات ہیں یا نہیں ہیں۔ یہ سارے ایسے راز ہیں جن کو خدا کے سوا یا اُن بندوں کے سوا جنہیں وہ راز عطا فرمائے، اَور کوئی نہیں جانتا۔ اُس کو بندوں سے معاملہ اِس طرح ہوتا ہے کہ جیسے بندے، ویسا ہی وہ اُن کے لئے بن جاتا ہے۔ اس لئے خدا کو سمجھنے کے لئے اپنی فطرت کو سمجھنا ضروری ہے۔ اپنے احساسات کو پہچاننا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ راز ہمیں سکھا دیا، اور بہت گہرا راز ہے۔ اور بہت سادہ سا فقرہ ہے۔ لیکن اس میں معرفتوں کا سمندر پنہاں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گویا آپؐ کو خبر دی

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ

بندے کا ظن تو مجھے سما ہی نہیں سکتا ویسے۔ لیکن مَیں بندے کے ظن کے مطابق ہو جاتا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ چھوٹا سا بچہ ایک لمبے چوڑے قد آور باپ تک تو پہنچ نہیں سکتا۔ وہ جھک جاتا ہے۔ نیچے ہو کر اُس کی پیشانی کا بوسہ لیتا ہے۔ یا اُس کو اُٹھا کے گلے سے لگا لیتا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ راز سمجھا دیا کہ بندے خواہ کسی مقام پر ہوں، میرے مقابل پر تو اتنے اَدنیٰ، اتنے بے حقیقت، اتنے بے معنی ہیں۔ اُن کا دماغ خواہ بظاہر آسمان کی چوٹیوں سے باتیں کرتا ہو لیکن میرے علم اور میرے فہم اور میرے ہمیشگی کے حکمت کے سرچشمے کے مقابل پر ان کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ پھر

کس طرح ہمارا ملاپ ہو

کیسے ممکن ہے کہ ہم اکٹھے ایک سطح پر ایک دوسرے سے باتیں کر سکیں۔ فرمایا اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ بندہ میرے مطابق نہیں ہو سکتا۔ مَیں بندے کے مطابق ہو جاتا ہوں۔ مَیں کہتا ہوں اچھا میں چھوٹا ہو جاتا ہوں تمہارے ساتھ۔ جس طرح ماں باپ چھوٹے سے بچے سے تُتلی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تو نہیں کہ اُن کو باتیں کرنی بھُول جاتی ہیں۔ یہ اُن کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ اُن کے چھوٹے پن کا اظہار نہیں ہوتا۔ جس زبان میں بچہ اُن سے باتیں کرتا ہے اُسی زبان میں وہ اُس سے باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ اگر وہ چھوٹے قد کا ہے تو نیچے جُھک جائیں گے۔ اگر وہ لیٹا ہُوا ہے تو پنگھوڑے پہ سر رکھ کے اُسے پیار کریں گے۔ غرضیکہ جس سے پیار ہو اُس کے مطابق ہونے کی انسان کوشش کرتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہ راز سمجھایا کہ میں بندے کے مطابق ہو جاتا ہوں۔ اِس لئے

خُدا کو سمجھنے کے لئے اپنی فطرت کا مطالعہ کریں

اپنے جذبات اور احساسات اور اپنے احساسات کے ردِّ عمل کو جانچیں۔ پھر آپ کو معلوم ہونا شروع ہو جائے گا کہ آپ سے خدا کیا توقع رکھتا ہے۔ اور آپ کو خُدا سے کیا توقع رکھنی چاہیئے۔ اگر روزمرّہ کی زندگی میں کوئی ایسا شخص آپ کو ملتا ہے جو ضرورت کے وقت دوست بن جاتا ہے اور ضرورت رفع ہونے پر آپ سے استغناء اختیار کرتا ہے۔ مُنہ موڑ لیتا ہے۔ پرواہ بھی نہیں کرتا آپ کی۔ تو آخر کب تک آپ، اُس سے پیار کا سلوک کریں گے؟ ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ اُس کی شکل دیکھنے کے بھی روادار نہیں رہیں گے۔

اِس لئے اللہ تعالیٰ بھی پھر آخر ایسے بندوں کو چھوڑ دیا کرتا ہے۔ اگر نہیں چھوڑا تو غنیمت ہے۔ ابھی اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کریں۔ اور کوشش کریں کہ وہ وقت جب خدا کو آپ کی ضرورت ہوتی ہے اُس وقت

خُدا کے بن کے دِکھائیں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک تمثیل کے رنگ میں ہمیں سمجھایا)....... کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دِن بعض بندوں سے کہے گا، شکوہ کرے گا کہ دیکھو مَیں بھُوکا تھا۔ مَیں تمہارے پاس آیا۔ تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ مَیں پیاسا تھا۔ مَیں تمہارے پاس آیا مدد کے لئے، تم نے مجھے پانی نہ پُوچھا۔ اور مَیں ننگا تھا اور تمہارے پاس مَیں کپڑوں کے لئے آیا، تم نے مجھے کپڑے نہ دیئے۔ تو بندہ عرض کرے گا کہ اَے کائنات کے مالک! تُو نے ہمیں پیدا کیا۔ ہر چیز تیری ہے۔ تیری طرف لوٹ کر آتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تُو بھُوکا ہو، اور مَیں جو حقیر اور ذلیل اور ادنیٰ آدمی، اپنا کچھ بھی نہیں رکھتا۔ میرے پاس تُو بھُوک مٹانے کے لئے آئے!؟ کیسے ممکن ہے کہ تجھے پیاس لگی ہو اور میرے پاس پانی مانگنے کے لئے آئے کہ مَیں خود تیرے پانی کا محتاج ہُوں۔ کیسے ممکن ہے کہ تُو ننگا ہو اور مجھے ننگے بدن کے پاس مجھ سے کپڑے مانگنے کے لئے آئے!؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہاں ایسا ہی تھا۔ جب میرا بھوکا بندہ تیرے پاس حاضر ہُوا، بھُوک سے بیتاب تھا وہ مَیں ہی تھا جو بھُوک مٹانے کے لئے تیرے پاس آیا تھا۔ تُو نے میرے بندے کی پرواہ نہیں کی۔ تُو نے مجھے ردّ کر دیا۔ جب میرا پیاسا بندہ تیری خدمت میں حاضر ہُوا پیاس مٹانے کے لئے تجھ سے درخواست لے کر۔ اور تُو نے اُسے پانی نہ پوچھا۔ تو گویا مَیں ہی تھا۔ مَیں تیرے پاس آیا تھا۔ تُو نے مجھے پانی نہیں پوچھا۔ اور جب میرا ننگا بندہ کوئی سردیوں میں ٹھٹھرتا ہُوا یا چلچلاتی دُھوپ میں بیقرار ہوتا ہُوا تیرے پاس آیا کہ تن ڈھانپنے کے لئے کچھ دے دو! اور تم نے اُسے کچھ نہیں دیا۔ تو وہ مَیں ہی تھا۔

اس حدیث میں بہت گہرائی ہے

حیرت انگیز وسعت ہے۔ اس کے ذریعہ آپ خدا سے اپنے معاملات کو پرکھ سکتے ہیں اور نئی قرب کی راہیں آپ اس حدیث سے تلاش کر سکتے ہیں اور باتوں کے علاوہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جتنا آپ کو خیال ہے اس سے زیادہ خدا کو آپ سے پیار ہے۔ ایک حقیر سے بندے کو "اپنا آنا کہنا" یہ بتاتا ہے کہ ہر حقیر سے حقیر پر خدا کی نظر ہے۔ لیکن چونکہ یہ آزمائش کی دنیا ہے اسی وقت خدا اپنے بنائے ہوئے نظام کو توڑتا نہیں۔ لیکن توقع رکھتا ہے کہ خدا کے دوسرے بندے خدا کے کمزور اور محتاج بندوں کی ضرورتیں پوری کریں گے اور جب وہ نہیں کرتے تو جس طرح آپ کو تکلیف پہنچتی ہے محتاج کی نگاہ سے کسی کو دیکھنے کی، سوالی کی نظر کسی پہ ڈالنے کی اور فقیر ہو جانے کی۔ اسی طرح خدا اُس تکلیف کو اپنی تکلیف بنا لیتا ہے۔

کتنا حیرت انگیز، کتنا عظیم الشان، کتنا رؤف و رحیم خدا ہے جو اپنے ہر حقیر اور ذلیل بندے پر اس طرح کی پیار کی نظر رکھتا ہے اور اس کے مقابل پہ پھر اُس سے مستقل، مسلسل بے اعتنائی کرتے چلے جانا کہ گویا کہ وہ ہے ہی نہیں اور اگر ہے تو صرف ہماری ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہے اور ہماری منشاء کے مطابق ہم سے سلوک کرنے کے لئے۔ کتنا بڑا ظلم ہے۔

پھر جب آپ خدا کی ضرورتیں پوری نہیں کرتے تو ان معنوں میں پورا نہیں کرتے کہ خدا کے بندوں کی ضرورتیں پوری نہیں کرتے۔ خدا کے دین کی ضرورتیں پوری نہیں کرتے۔ جب آپ سے وقت مانگا جاتا ہے آپ وقت نہیں دیتے۔ جب اچھے کاموں کی طرف بلایا جاتا ہے آپ حاضر نہیں ہوتے۔ نماز کے لئے کہا جاتا ہے تو آپ کہتے ہیں کیا مصیبت پڑی ہوئی ہے ہر وقت ہمارے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ برائیوں سے روکا جاتا ہے تو آپ کہتے ہیں، دین ہر وقت لگایا ہوا ہے۔ اپنا کام کرے۔ ہر معاملے میں دخل اندازی۔ چندہ مانگا جاتا ہے تو کہتے ہیں ان کو تو چندوں کی پڑی ہوئی ہے اور ہوش ہی کوئی نہیں۔ درحقیقت اس حدیث کے مطابق آپ ہر دفعہ ایک ادنیٰ معمولی نظر آنے والے بندے کو نہیں ٹھکرا دیتے۔ بلکہ خدا کو ٹھکرا رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر توقع رکھتے ہیں کہ جب آپ خدا کو اپنی مدد کے لئے بلائیں تو وہ دوڑتا ہوا غلاموں کی طرح آپ کے سامنے حاضر ہو جائے۔ تو خدا نہ ہوا، الٰہ دین کا جن بن گیا کہ جب بھی لیمپ (چراغ) کو رگڑا، اسی وقت وہ جن حاضر ہوا اور اُس نے کہا جو کام مجھ سے کرنا ہے کر ڈالو۔

اللہ کی عظمت کو پہچانیں

اور اُس سے پیار کا تعلق اُس وقت قائم کرنے کی کوشش کریں جب خدا کو آپ کی ضرورت ہے۔ وہ پیار کا تعلق ایسا ہے جو خدا کبھی نہیں بھولتا۔ اور وہ پیار کا تعلق ہے جو آپ کی دعاؤں کو تقویت بخشتا ہے۔ گویا کہ اس دوسری حالت سے جس قدر ممکن ہو، تیسری حالت میں داخل ہو جائیں۔ یعنی ہر وقت خدا کی محبت میں زندہ رہنا سیکھ لیں۔ ہر وقت آپ کی نگاہ اس بات پر لگی رہے کہ کس طرح اپنے آقا کو خوش کروں۔ مجھے اُس کی ضرورت ہو یا نہ ہو، میں ایسی حالت میں ہر وقت اپنے آپ کو پاؤں کہ گویا خدا کی ضرورتوں کی تلاش میں ہوں۔ میں اپنے نفس کو اس طرح پیش کروں کہ اے خدا مجھے تو اس بات میں لطف آتا ہے کہ تیری، تیرے دین کی یا تیرے بندوں کی کوئی ضرورت ہو اور میں تیری خاطر اسے پورا کر رہا ہوں۔ اس مقام کو قرآن کریم ابراہیمی مقام کہتا ہے۔ یہی مقام ہے جب ترقی کرتا ہے تو

محبوبیت کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے

جس کے اوپر پھر کوئی مقام نہیں ہے۔

تو آپ ابراہیمی مقام سے سفر شروع کریں۔ جب خدا نے کہا۔ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اے ابراہیم! اپنے آپ کو میرے سپرد کر دے، میرا ہو جا۔ تو عرض کیا۔ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ کہ اے خدا میں تو پہلے ہی تیرا ہو چکا ہوں۔ میں تو پہلے سے ہی تیرا ہوں۔ اس لئے اس کے سوا اور میں کیا کر سکتا ہوں۔ پھر عرض کیا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ... رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ... اے خدا تیرا تو ہوں۔ کچھ قربانیاں تو ہم سے لے۔ قربانی کرنے کا لطف تو آئے۔ یہ یقین تو دل میں ہو کہ ہاں میں واقعۃً تیرا ہو چکا ہوں۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا۔ ہاں، ہماری قربانی کا ہمیں دکھا وہ مواقع عطا فرما کہ ہم تیری خدمت کریں اور پھر لطف محسوس کریں کہ ہاں ہم سچے تھے اپنے عہد میں سچے تھے۔ یہ وہ مقام ہے جو مستقل خدا کے ساتھ رہنے کا مقام ہے جس کے بعد برائیاں خود بخود جھڑتی ہیں، وہاں وہ نہیں رہ سکتیں۔

دیکھیں اگر آپ بیماری کی حالت میں ہوں گے تو اس وقت جسم کا ردعمل اور طرح کا ہوتا ہے۔ جب آپ صحت کی حالت میں ہوں، جسم کا ردعمل اور طرح کا ہوا کرتا ہے۔ ایک پھوڑا اگر ابھی کچا ہو، زخمی ہو۔ ایک کھرنڈ آ سکے جتنا چاہے چھیلا جائے وہ کھرنڈ اُس پہ آتا ہی آتا ہے۔ وہ آتا چلا جائے گا۔ وہ چھیلتا چلا جائے گا۔ وہ کھرنڈ آتا چلا جائے گا۔ لیکن اگر وہ بھر جائے۔ اگر اس مقام کو صحت نصیب ہو جائے تو آپ چھیلیں یا نہ چھیلیں وہ کھرنڈ جسے ہم پنجابی میں کہتے ہیں، وہ اوپر ایک ڈھکنا سا بن جاتا ہے وہ خود بخود اُتر جاتا ہے۔ آپ چاہیں بھی کہ اسے روک کے رکھیں تو نہیں روک کے رکھ سکتے۔ گناہوں اور صحتمند بدن کی ایسی ہی مثال ہے۔ خدا کی محبت، وہ صحت بخشتی ہے۔ وہ تقویٰ عطا کرتی ہے جس کے نتیجے میں زخم مندمل ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور گناہوں کے چھلکے خود بخود جسم کو چھوڑتے چلے جاتے ہیں۔ آپ چاہیں بھی تو وہ چمٹ نہیں سکتے کیونکہ آپ کا بدن اُن کو چھوڑ رہا ہے۔ اُن کو مزید چمٹنے کی اجازت نہیں دیتا اور بغیر کسی تکلیف کے بلکہ خوشی اور لذت کے احساس کے ساتھ گناہ جھڑتے ہیں اور سب سے زیادہ آسان، سب سے زیادہ مفید، سب سے زیادہ دیرپا بلکہ سب سے زیادہ وفادار ہمیشہ ساتھ رہنے والا نسخہ یہی نسخہ ہے کہ

محبت پیدا کرکے تقویٰ حاصل کریں

اللہ تعالیٰ سے پیار حاصل کریں۔ اُس سے پیار کریں۔ اور اُس کے وفادار بندے بنیں۔ اس وقت خدا کی خدمت میں حاضر ہوں جب آپ کو کوئی مطلب نہ ہو اور کوئی بھی تمنا نہ ہو۔ کچھ مانگنے کی خواہش نہ ہو۔ اگر اُس وقت آپ خدا کی ضرورت کے لئے فکرمند ہوں گے اور خدا کے دین کے لئے اپنے آپ کو مستعد پائیں گے تو سوچیں، تو سہی کہ آپ کا دوست جو آپ سے اس طرح کا سلوک کرتا ہو اُس کے لئے آپ کیا جذبہ محسوس کرتے ہیں؟ ایسے بھی بعض دوست ہوتے ہیں جو کبھی اپنی ضرورت کے لئے نہیں آتے۔ وہ جب آتے ہیں آپ کی ضرورت کی خاطر آتے ہیں۔ رات کو آئیں گے دروازہ کھٹکھٹائیں گے کہ شور کی آواز سنی تھی خیال پیدا ہوا کہیں کوئی دشمن تو نہیں آیا۔ کوئی چور تو نہیں آیا۔ بچے کی آواز آئی تھی اُس کو تکلیف تو نہیں۔ ہمیں حکم دیں ہم ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ کئی ایسے دوست ہوتے ہیں اس دنیا میں بھی۔ جو ہر وقت دوستوں کی ضرورت پر دھیان رکھتے اور ہمیشہ اس دھیان میں، فکر میں رہتے ہیں۔ جب کبھی ملتے ہیں آپ کی خاطر آپ کو ملتے ہیں۔ آپ سوچیں کہ اگر کبھی ان کو ضرورت پڑے تو کیا آپ کے دل میں اُن کے لئے بے اختیار محبت کا جذبہ نہیں موجود ہوگا! کیا آپ کے دل میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے آمادگی نہیں پائی جائے گی؟ یقیناً اگر ان کی قدر ہیں آپ میں زندہ ہیں تو یہی آپ اس سے سلوک کریں گے۔ بلکہ آپ کوشش کریں گے کہ آپ بھی اُس پہ نظر رکھیں، اُس کی ضرورت پر نظر رکھیں کیونکہ آپ جانتے ہوں گے کہ اس نے منہ سے کچھ نہیں کہا۔ تو بعض بندے اسی طرح مجسم دعا بن جایا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وقت خدا ان پر نظر رکھنے لگتا ہے۔ دعا منہ سے اُٹھنے سے پہلے خدا اُن کی ضرورتوں پہ نگاہ کرتا ہے۔ جب وہ سو رہے ہوتے ہیں تو وہ اُن کے لئے جاگ رہا ہوتا ہے۔ جب وہ دشمن سے غافل ہوتے ہیں تو وہ دشمن پر نگاہ کر رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے معاملے میں خدا تعالیٰ کے ساتھ راستبازی کا معاملہ کیا۔ اور وفا کو انتہائی مقام تک پہنچا دیا۔ خدا سے بڑھ کر کوئی وفادار نہیں ہے۔ خدا سے بڑھ کر

کوئی رِاستغنا(ئی) کا معاملہ کرنیوالا نہیں۔ آپ ایک دفعہ خدا سے اس قسم کا معاملہ کریں خدا دس دفعہ، ہزار دفعہ، اَن گنت دفعہ اسی قسم کا معاملہ اس سے بہت بڑھ کر شان کے ساتھ کرتا چلا جائے گا۔ تو

تقویٰ کا سودا تو حاصل کا سودا ہے۔

ضیاع کا کوئی تصور اس سودے میں نہیں پایا جاتا۔ حاصل ہی حاصل ہے کچھ بھی آپ گنوا نہیں سکتے۔ جتنا آپ کھوتے چلے جائیں گے بظاہر، اُس سے بے انتہا زیادہ آپ کو حاصل ہوتا چلا جائے گا۔ اس لئے بجائے اس کے کہ خشک نصیحتوں کے ذریعے نظام جماعت کی مسلسل محنت اور کوشش کے ذریعے ہم یہ انتظار کریں کہ کب آپ کی حالتیں بدلیں۔ کب آپ روحانی لحاظ سے دینی لحاظ سے ترقی کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچیں کہ باقی دنیا کے لئے بھی روشنی کا مینار بن جائیں۔ میں نے یہ سوچا کہ یہ نسخہ آپ کو دوں جو معاً کام کرتا ہے۔ جو پھل کے لئے سالوں کا انتظار نہیں کیا کرتا۔ اُس بوڑھے کے درخت کی طرح ہو جاتا ہے جس نے قطعاً اس بات کا انتظار نہیں کیا کہ کب وہ درخت جوان ہو اور پھر اس کو پھل لگیں بلکہ جیسا کہ بارہا آپ نے اس واقعہ کو سنا ہوگا۔ ایک مسلمان بادشاہ ایک دفعہ ایک سفر پہ جا رہا تھا۔ اُس کے ساتھ ایک وزیر تھا اور اُس نے اپنے وزیر کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ جب بھی میں سفر پہ جاؤں میری شان کے مطابق کچھ اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیلیاں ساتھ رکھ لیا کرو تاکہ اگر کوئی بات مجھے پسند آئے اور میرا انعام دینے کو دل چاہے تو کوئی میری شان کے مطابق کوئی انعام ہو جو میں کسی خوش کرنیوالے کو دے سکوں۔ چنانچہ اس کا دستور یہی تھا وہ جب بھی سفر پہ جاتا تھا وزیر اُس قسم کی تھیلیاں ساتھ رکھ لیا کرتا تھا۔

ایک موقعہ پر سفر کرتے ہوئے اُس کا ایک بوڑھے کسان کے پاس سے گزر ہوا۔ جو کھجور کی پنیری لگا رہا تھا۔ ایک جگہ سے کھجور کے چھوٹے چھوٹے پودے منتقل کر رہا تھا دوسری طرف۔ اور بڑی عمر کا تھا۔ بادشاہ وہاں کھڑا ہوا اُس نے اُس سے تعجب سے پوچھا کہ بڑے میاں! آپ تو عمر کے آخری کنارے تک پہنچے ہوئے ہیں آپ کیوں ایسا کام کر رہے ہیں جس کا پھل آپ نہیں کھا سکتے۔ یہ کھجور تو نو سال یا دس سال کے بعد کہیں پھل دے گا۔ اُس وقت تک آپ مر چکے ہوں گے تو کیوں اپنی محنت ضائع کر رہے ہیں۔ اُس بوڑھے نے جواب دیا۔ بادشاہ سلامت! میرے بڑوں نے جو درخت لگائے تھے میں نے ان کا پھل کھایا۔ اب میں درخت لگاؤں گا میرے چھوٹے، بعد میں آنیوالے وہ پھل کھائیں گے۔ اسی طرح ایک نسل دوسری نسل کا شکریہ ادا کیا کرتی ہے۔ یہ بات بادشاہ کو اتنی پسند آئی کہ جیسا کہ اس کی عادت تھی اُس نے "زہ" کہہ دیا۔ یعنی کیا خوب! بہت ہی عمدہ۔ اور وزیر کو حکم تھا کہ جب وہ "زہ" کہے تم فوراً ایک تھیلی اشرفیوں کی اُس کو پیش کر دو۔ چنانچہ بادشاہ نے زہ کہا اور وزیر نے بوڑھے کو اشرفیوں کی ایک تھیلی تھما دی۔ بوڑھے نے جواب دیا واہ، بادشاہ سلامت، کیا شان ہے میرے اس درخت کی کہ دنیا کے درخت تو نو نو دس دس سال انتظار کرتے ہیں پھل کا۔ میرے اس درخت نے تو ابھی پھل دے دیا۔ بادشاہ کو یہ بات اتنی پسند آئی کہ اُس نے پھر "زہ" کہہ دیا اور وزیر نے اشرفیوں سے بھری ہوئی دوسری تھیلی بوڑھے کو پکڑا دی۔ بوڑھے نے کہا! اللہ تیری شان، کیسا درخت تو نے عطا کیا ہے کہ دنیا کے کھجور کے درخت تو جب بھی پھل دیتے ہیں سال میں ایک پھل دیتے ہیں اور میرا درخت تو دو دو پھل دینے لگا۔ بادشاہ کے منہ سے پھر "زہ" نکل گیا اور وزیر نے اس کو تیسری تھیلی پکڑا دی۔ لیکن ساتھ ہی بادشاہ نے کہا کہ جلدی کرو یہاں سے نکلو ورنہ یہ میرا خزانہ خالی کر دے گا۔

لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے سارے اگلے اور پچھلے، بڑے اور چھوٹے، ساری زندگیاں، نسلاً بعد نسل ایسے اعمال کرتے رہیں جس پر خدا "زہ" کہتا رہے تو تب بھی قیامت تک اور قیامت کے بعد تک بھی

خدا کے خزانے خالی نہیں ہو سکتے

وہ جگہ چھوڑ کر جانے والا نہیں ہے۔ وہ احسان کرنیوالوں سے بے وفائی کرنیوالا نہیں ہے۔ آپ جتنا نیک عمل کرتے چلے جائیں گے خدا اور خدا کے فرشتے "زہ" کہتے چلے جائیں گے اور آپ پر انعامات کی لامتناہی بارشیں ہوتی چلی جائیں گی۔ یہ وہ درخت ہے جسے قرآن کریم "شجرۂ طیبہ" کہتا ہے۔ تُؤْتِیْ اُکُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا کہ ایسا "شجرہ طیبہ" اللہ مومنوں کو عطا فرماتا ہے کہ وہ ہر آن پھل دیتا چلا جاتا ہے اور موسم کی انتظار نہیں کرتا۔ بِاِذْنِ رَبِّهَا۔ آسمان سے خدا "زہ" کہتا ہے۔ حکم دیتا ہے تب اس کو پھل لگتے ہیں۔ تو دیکھئے یہ کوئی فرضی قصہ نہیں ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ قرآن کریم میں اس درخت کا ذکر ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ہر لمحہ پھل دینے والا ایک درخت ہے جو قرآن تمہیں عطا کرتا ہے۔ وہ نیک اعمال کا شجرہ طیبہ ہے جس کو خدا کے حکم کے سوا پھل نہیں لگتا۔ یعنی جو کچھ ملتا ہے آسمان سے آتا ہے اور خدا اس حکم کو دیتے دیتے تھکتا نہیں۔ اگر آپ اس درخت کی حالت بہتر بناتے چلے جائیں گے تو یقین کریں کہ ہر لمحہ خدا "زہ" "زہ" کی آواز بلند کرتا چلا جائے گا اور خدا کے حکم سے اُس درخت کو عظیم الشان روحانی پھل لگتے چلے جائیں گے۔ پس

تقویٰ کی زادِ راہ لے کر چلیں

یہ وہ زاد ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتی۔ باقی جتنی تھیلیاں ہیں سفر کی خوراک کی وہ تو خالی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جتنا سفر لمبا ہوتا چلا جاتا ہے اتنی تھیلی سکڑتی چلی جاتی ہے اور ایک موقعہ پر آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا زادِ راہ ختم ہو گیا۔ مگر کیا شان ہے قرآن کریم کی کیسا زادِ راہ ہمیں بتایا کہ جو ختم ہونے کی بجائے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور اس تھیلی کا بوجھ بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ تھیلی کا بوجھ ہے کہ آپ نہیں چلتے۔ آسمان سے ضرورت کے مطابق ہر وقت اس کو پھل ملتا چلا جاتا ہے۔ پہلے اگر یہ لے کر نہیں چلے تھے تو اب یہ پکڑ لیں۔ یہ نہ ختم ہونیوالی رزق کی تھیلی ہے۔ دنیا کے رزق سے بھی تعلق رکھتی ہے اور روحانیت کے آسمانی رزق سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ اگر آپ تقویٰ کے ذریعہ اس زندگی کا سفر شروع کر دیں اگر پہلے نہیں بھی تھا اب شروع کر دیں تو دیکھیں گے کہ آپ کی بھی حالت بدلنی شروع ہو جائے گی۔ اور آپ کے ماحول آپ کے گرد و پیش کی حالت میں بھی ایک عظیم انقلابی تبدیلی رونما ہونی لگ جائے گی۔

تبلیغ کی طرف میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔

تبلیغ کیلئے سب سے زیادہ ضروری چیز تقویٰ ہے

تقویٰ ہے، یعنی اس یقین کے ساتھ کہ خدا سے مجھے پیار ہے۔ میں خدا کا ہوں۔ تقویٰ ہے، یعنی اس یقین کے ساتھ کہ خدا مجھ سے پیار کرتا ہے۔ آپ کو اتنی عظمت نصیب ہوتی ہے۔ آپ کی بات میں اتنی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ دیکھنے والا سمجھنے کے باوجود جانتا ہے کہ یہ ایک مختلف بات ہے۔ عام باتوں سے ایک الگ بات ہے۔ اُس میں ایک وزن محسوس ہوتا ہے۔ ایسے شخص کا چہرہ بدل جاتا ہے اور اس کی باتوں میں ایسا اثر پیدا ہوتا ہے کہ مجبور ہو کر لوگ اُس کی باتوں پر کشاں کشاں اُس کی طرف چلے آتے ہیں۔ اُن کے لئے چارہ نہیں رہتا کچھ اور۔ اور خصوصاً اس سوسائٹی میں جسمیں آپ نے خدا کی طرف بُلانا ہے، جہاں تک عقل کا تعلق ہے ان کی عقلیں آپ سے کسی حالت میں بھی کم نہیں۔ بلکہ عقل کے سفر میں آپ سے اتنا آگے بڑھ چکے ہیں۔ کہ بعض حالتوں میں سینکڑوں سالوں کا فاصلہ آپ کو دے گئے ہیں۔ اُن کی صناعی، ان کا سائنس کا ہر شعبے کا علم، اتنا تیزی سے آگے آگے بھاگ رہا ہے کہ مشرق سے آنے والے اگر اپنی پوری قوت کے ساتھ بھی ان کی پیروی کریں ان کے کندھے کے ساتھ کندھا ملانے کی طاقت نہیں پاتے۔ پیچھے پیچھے آئیں گے۔ اس لئے یہاں، اس دنیا میں اس میدان میں آپ ان کو کیا سکھا سکتے ہیں۔ کچھ بھی نہیں۔ آپ تو بھکاری بن کے آئے، بھکاری بن کے رہیں گے۔ اگر دولت کے بھکاری نہیں تو علم کے بھکاری بنے رہیں گے اور ان سے سیکھے بغیر آپ کی نہیں، سارے مشرق کی حالت نہیں بدل سکتی۔

بہت بڑا فائدہ دے سکتے ہیں آپ کو۔

ہاں ایک میدان خالی ہے

اور وہ تقویٰ اور محبت الٰہی کا میدان ہے۔ ظلم کی بجائے یہ اُن کو عطا کریں اور یہ ایک اتنا بڑا احسان ہوگا کہ ساری عمر کی کمائیاں، ساری زندگی کا ماحصل بھی آپ کے قدموں میں ڈال دیں تو یہ اس احسان کا بدلہ نہیں اُتار سکتے۔ کیونکہ مخلوق کے بدلے آپ خالق اُن کو دے رہے ہوں گے۔ مادیت کے بدلے آپ روحانیت اُن کو عطا کر رہے ہوں گے۔ لیکن اگر آپ خدا والے ہوں گے تو پھر ان پر آپ کی بات کا اثر ہوگا۔ یہ یقین کریں گے کہ ہاں اس کے ذریعے مجھے خدا مل سکتا ہے۔ اگر خالی ذہنی چالاکی سے کام لیں گے یا دلائل کے برتے پر آپ ان کو فتح کرنے کی کوشش کریں گے تو کچھ دیر یہ بات سُنیں گے اور کچھ دیر کے بعد منہ موڑ کر دوسری طرف چلے جائیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ سمجھتے ہوں کہ ان پر اثر پڑ گیا۔ لیکن خالی باتوں کا کوئی اثر نہیں پڑا کرتا۔ اتنا اثر بہرحال نہیں پڑتا کہ اپنی زندگی کی حالت بدل دیں۔ اور کیسے ممکن ہے کہ یہ اپنی زندگی کی حالت کو بدل دیں جبکہ ان کی ظاہری زندگی کی حالت آپ کی حالت سے بہتر ہے۔

آپ سوچیں کہ اگر کوئی خانہ بدوش جو نہایت سختی کی حالت میں زندگی بسر کر رہا ہے آپ کو نہ صرف یہ کہے کہ تم عقیدہ اُس کا عقیدہ اختیار کرلو بلکہ یہ کہے کہ خانہ بدوش بن جاؤ اور ہمارے ساتھ یہی زندگی اختیار کرلو تو کتنا مشکل کام ہے۔ جب آپ ان کو پیغام دیتے ہیں اسلام کا اور اسلامی تہذیب کا تو اس قسم کے فاصلے ان کو دکھائی دیتے ہیں۔ تمدن کی ساری آزادیاں چھیننے کی آپ ان کو تلقین کر رہے ہوتے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اصلی زندگی ــــ ناچ گانا، آزادی، جو چاہو کرو، جس طرح چاہو بسر کرو، اچھے کپڑے، پورے پہنو، آدھے بدن پر پہنو، نہ پہنو، سب آزادیاں ہیں جو رنگ ڈھنگ چاہو اختیار کرو۔ ان سب اداؤں کو چھوڑ دو اور زنجیریں پہن لو۔ اپنے پور پور کو خدا کی رضا میں جکڑ کے اندر رکھ دو۔ اپنے وقت کا کچھ بھی نہ رہنے دو سب کچھ خدا کو دیدو اور خواہ تمہیں سمجھ آئے یا نہ آئے وہ زندگی کا طریق اختیار کرو جو ہم بتاتے ہیں کہ خدا تم سے چاہتا ہے۔ تو آپ بتائیے کہ اس نئی زندگی میں جو آپ ان کو دے رہے ہیں اور اس پرانی زندگی میں ان کو کتنے فاصلے دکھائی دیں گے۔ بہت ہی مشکل کام ہے اس لئے اگر یہ چھوڑ کر آتے ہیں تو آپ کی خاطر نہیں۔ آپ کی چالاکیوں کی خاطر نہیں۔ اس یقین کے نتیجے میں کہ ہاں خدا ہم سے یہ چاہتا ہے۔ اس لئے خدا کے بغیر آپ ان کو کس طرح فتح کر سکتے ہیں۔ خدا کے بغیر آپ کیسے ان میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ خدا کے بغیر کیسے تصور کر سکتے ہیں کہ آپ کی تبلیغ کسی قسم کے کرشمے دکھلائے گی۔ اور خدا وہ خدا نہیں جو آسمان پر خیالی بسنے والا خدا ہے۔ خدا وہ خدا جو آپ کی ذات میں بسنے والا خدا ہے وہ تبدیلیاں پیدا کرے گا۔ اس لئے

ہر ذات میں خدا کو بسانا ہوگا

ہر ذات میں خدا کی محبت کا زاد راہ داخل کرنا ہوگا اور ہر شخص کو ضرور ہوگا کہ وہ زاد راہ لے کر چلے۔ خدا کی محبت کے سلیقے سکھائے ان لوگوں کو۔ خدا کی محبت کے چسکے پیدا کرے۔ بتائے کہ ہاں میرے سے تمہیں خدا کی محبت ملے گی۔ تمہیں زندہ خدا ملے گا۔ نشان دکھانے والا خدا ملے گا۔ اپنی ہستی کا ہر آن ثبوت دینے والا خدا ملے گا۔ یہ آپ پیغام دیں تو پھر دیکھیں کہ کتنی حیرت انگیز اور کتنی تیزی کے ساتھ تبدیلیاں رونما ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس بات پر زور دیں اور چونکہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔

احمدیت کی اگلی صدی سر پہ آئی کھڑی ہے

بمشکل، دو سال سے بھی کم عرصہ باقی ہے۔ اس عرصہ میں آپ نے کم سے کم ایک ہزار جرمن خدا کے حضور تحفے کے طور پر پیش کرنا ہے۔ یہ کوئی معمولی کام تو نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ خدا کی محبت کا زاد راہ لیکر چلیں تو بالکل معمولی کام ہو جائے گا۔ جو خدا کی خاطر، خدا کی محبت کی خاطر، چاہے گا کہ خدا کی محبت کا زاد راہ لے کر چلیں گے تو بالکل معمولی کام ہو جائے گا۔ جو خدا کی خاطر، خدا کی محبت کی خاطر، یہ چاہے گا کہ خدا کے لئے ایک دل جیتے اس کے کسی غلام، کسی بندے کا۔ کیسے ممکن ہے کہ خدا اس پر رحم کی نظر نہ فرمائے۔ اس کی مدد نہ کرے۔ اس کے لئے راہیں آسان نہ فرمادے۔ خود اس کے بوجھ نہ اٹھالے۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ لازماً خدا ایسے بندے کی بات میں اثر رکھ دے گا۔ اس کی اداؤں کو دلنشین بنادیگا اس کی ہستی کو ایسی جاذبیت بخشے گا کہ لوگوں کے لئے اس کو رد کرنا ممکن نہیں رہے گا۔

اس لئے آپ اس طریق کو اختیار کرتے ہوئے اپنی زندگی کا ایک نیا سفر شروع کردیں۔ آپ میں سے بہت سے ہیں جو پہلے ہی اس سفر سے آشنا ہیں۔ جب مجھے خط ملتے ہیں تو خط کی دو چار سطروں سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ کس مقام کا آدمی ہے کس تجربے کا آدمی ہے کس قبیل سے تعلق رکھنے والا ہے۔ حروف پہ مہریں ہوتی ہیں۔ اور

محبّت الٰہی تو ایسی چیز ہے

جو مہر کے بغیر رہ ہی نہیں سکتی۔ محبت الٰہی رکھنے والا تو دوسروں کے لئے بھی خاتم ہو جایا کرتا ہے۔ چنانچہ خاتم النبیین کا سب سے اعلیٰ معنی یہی ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی محبت کی خاتمیت عطا کی گئی ہے۔ اور ایسی جس سے دوسرے نبی گر سیکھیں۔ ایسی جس سے دوسرے بھی محبت الٰہی کے راز حاصل کریں۔ اور قدم قدم چلنا سیکھیں۔ کتنا عظیم الشان نبی ہے۔ تو خدا کی محبت کی ایک مہر ہوتی ہے وہ ضرور لگتی ہے۔ وہ ضرور اپنا نشان چھوڑتی ہے۔ تحریریں اس مہر سے زندہ ہو جایا کرتی ہیں۔ اداؤں کی کیفیت بدل جایا کرتی ہے۔ ایک روحانی انقلاب انسان پر برپا ہو جاتا ہے۔ پس اس دولت سے آپ استفادہ کریں اور ایک لمحہ زندگی کا اس فیصلے کے لئے صرف کردیں کہ آ[illegible]

اَے خُدا میں تیرا ہونا چاہتا ہُوں

میں نے فیصلہ کرلیا ہے۔ بہت کمزور ہوں، بہت خامیاں ہیں۔ ہوسکتا ہے بعد میں بھی مجھ سے کمزوریاں سرزد ہوں مگر اپنا بنائے رکھنا۔ کبھی مایوس نہ کرنا اس پہلو سے۔ ہمت اور تقویٰ عطا کرنا۔ کہ اگر تو میرے سوالوں کو رد بھی کردے تب بھی میں تجھ سے اسی طرح محبت کرتا چلا جاؤں گا اور کبھی تجھ سے بے وفائی کا خیال دل میں نہ لانے دوں گا۔

خدا کرے کہ ہم اس سبق کو ہمیشہ کے لئے اپنے دلوں میں گرہ دے لیں۔ دلوں میں جانشین کرلیں۔ دلوں کی تہہ میں بٹھالیں۔ کیونکہ دلوں سے ہو کر سارا خون گزرتا ہے۔ اگر خدا کی محبت دل میں جانشین ہو جائے تو خون کے ذرے ذرے میں رچ بس جاتی ہے۔ وجود کے ذرے ذرے تک پہنچتی ہے۔ اور یہ فیصلہ کتنا آسان ہے۔ دل میں خدا کی محبت کا فیصلہ کرلیا۔ اللہ کرے اس کی توفیق عطا ہو۔ اور خدا کرے جتنی توقعات آپ سے اس ملک میں عظیم الشان انقلاب کی وابستہ رکھتا ہوں اس سے بہت زیادہ توقعات، خدا تعالیٰ آپ کو پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خُطبہ ثانیہ

آج نماز جمعہ اور عصر جمع ہوں گی۔ اور ان کے معاً بعد ایک نماز جنازہ حاضر پڑھائی جائے گی اور اس کے علاوہ پانچ نماز جنازہ غائب ہوں گی۔

مکرم عزیز اللہ خانصاحب راولپنڈی کے بیٹے جو مکرم سمیع اللہ خان اور احسان اللہ خان صاحب جو جرمنی میں مہاجر ہو کر آئے ہیں، اُن کے

والد تھے۔ اُن کے پاس آئے ہوئے تھے۔ موصی تھے یہاں دل کا حملہ ہوا اور چند دن کی بیماری کے بعد وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نمازِ جنازہ حاضر ہوگی۔

دوسرے پانچ جنازے غائب ہیں۔ ایک محمد عبد اللہ ابو لطفی صاحب عمر ۹۶ سال، فلسطین کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ مولانا جلال الدین شمسؓ کے زمانے میں احمدی ہوئے اور مکرم عثمان محمد عودہ صاحب جو کبابیر جماعت کے سیکرٹری تبلیغ ہیں، اُن کے والد تھے۔ ایک مشتاق احمد صاحب و شیخ شبیر احمد صاحب کی والدہ محترمہ کا جنازہ ہے۔ یہ ویسے تو پنجاب کا خاندان ہے لیکن بہت مدت سے سرحد میں آباد ہوا اور بڑے بڑے سخت ابتلاؤں میں سے، خصوصاً حالیہ گزشتہ ابتلاء میں، اس خاندان کو بہت تکلیفوں کا سامنا، آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ان کی والدہ بڑی بزرگ، بہت مخلص تھیں اور یہ اُن کی ہی نیک دعاؤں اور نیک تربیت کا نتیجہ تھا کہ ان بچوں کو خدا کے فضل سے بہت ہی مشکل حالات کا مردانہ وار مقابلہ کی توفیق ملی ہے۔ ان کی وفات ہوگئی ہے اللہ ان کا سایہ اُٹھنے کے بعد بھی ان کو اپنے فضلوں کے سائے سے محروم نہ رکھے اور اسی طرح استقامت بخشے عطا فرمائے۔ اور مشکلات بھی حل کرے اور ان کی مرحومہ والدہ کے درجات بلند فرمائے۔

ایک ہمارے ناظر صاحب بیت المال قادیان مکرم مولوی عبد القدیر صاحب درویش، جو ابتدائی درویشوں میں سے تھے، وہ پاکستان سے واپس آرہے تھے تو دل کا حملہ ہوا اور چند دن کے بعد اسی سے اُن کی وفات ہوئی۔ ایک جنازہ چوہدری غلام قادر صاحب چک ۸۲ فتح، ضلع بہاولپور کا ہے۔ یہ بھی قادیان کے ایک درویش مظفر اقبال صاحب کے دادا تھے۔ انہوں نے ان کی نمازِ جنازہ غائب کی درخواست کی ہے۔ ایک پانچواں جنازہ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ اللہ بخش صاحب سکنہ وساوے والا ضلع اوکاڑہ کا ہے۔ یہ ہمارے ایک واقفِ زندگی اور جامعہ کے پروفیسر مرزا محمد دین صاحب ناز کی ہمشیرہ تھیں۔ کافی لمبی تکلیف دہ بیماری ان کو چلی آرہی تھی۔ بڑی صابرہ شاکرہ خاتون تھیں۔ ان کے لیے بھی مغفرت کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سے رحم کا سلوک فرمائے۔

نمازِ جمعہ اور عصر کے معاً بعد انشاء اللہ یہ نمازِ جنازہ حاضر و غائب ہوں گے۔

ہفتۂ تبلیغ

مجالس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ہدایت کے مطابق لائحہ عمل سال ۸۷-۱۹۸۶ کے مطابق مجالس ماہ جون میں ہفتۂ تبلیغ منائیں۔ اس ہفتہ میں تقسیم لٹریچر، مجالس سوال و جواب، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کیسٹس سنائے جانے کے خصوصی پروگرام، تبلیغی دورہ، لائبریریوں میں جماعت کی کتب کے رکھوانے اور تبلیغی اجلاسات کے پروگرام بنائیے اور پھر دفتر مرکزیہ کو ان مساعی سے مطلع کریں۔

مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

درخواست ہائے دعا

محترمہ ثریا فاروقی صاحبہ مقیم کرائیڈن (انگلستان) پچاس روپے اعانت بدر میں ارسال کرکے اپنی دو بیٹیوں کی علی الترتیب ایم ایس سی اور بی ایس سی کے امتحان میں اور بیٹے کی او لیول کے امتحان میں اعلیٰ و نمایاں کامیابی اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے۔ ● محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ فرینکفرٹ مغربی جرمنی بیس روپے اعانت بدر میں ارسال کرکے اپنی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے اور نیک مقاصد میں کامیابی کیلئے۔

● مکرم محمد نعمت اللہ صاحب بخاری یادگیر، والدہ محترمہ کی صحت و سلامتی اور بینائی کی بحالی، اہلیہ کی صحت کاملہ، کاروباری پریشانیوں کے ازالہ، بچوں کی دینی و دنیوی ترقیات، بیٹی سمیہ بانو اور داماد عزیز احمد عبد الباسط سلمہ، اور ان کے بچوں نیز عزیز احمد عبد الحکیم سلمہ اور عزیزہ نعیمہ بیگم سلمہا اور ان کے بچوں کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔

● محترمہ سیدہ محمدی حکیم صاحبہ بنگلور اپنی بھانجی عزیزہ سیدہ نصرت کے S.S.L.C کے امتحان میں نمایاں کامیابی نیز اپنے برادران کے J.N. Road Lines کے کاروبار میں برکت اور دینی و دنیوی ترقیات کے لیے۔

● مکرم مولوی منیر الحق صاحب بنگالی مبلغ سلسلہ اپنے چھوٹے بھائی کی جو کافی دنوں سے بیمار چلے آرہے ہیں، کامل و عاجل شفایابی کے لیے۔ ←

احمدیہ مسلم مشن ہالینڈ میں تراجم قرآن کریم کی نمائش

رپورٹ مرسلہ مکرم حامد کریم محمود صاحب۔ مبلغ سلسلہ ہالینڈ

خدا کے فضل و کرم سے احمدیہ مسلم مشن بیت "النور" ہالینڈ میں جماعت کی طرف سے شائع کردہ تراجم قرآن کریم کی دوسری بار نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ مکرم امیر و انچارج مشن مولانا عبد الحکیم صاحب اکمل نے مکرمہ مسز بشریٰ حمید صاحبہ اور خاکسار کو اس نمائش کی تیاری کیلئے مقرر فرمایا۔ چنانچہ ہم نے مسجد سے ملحق ہال کو نمائش کے لئے مزین کیا۔ نیا کارپٹ خریدا گیا۔ قرآن کریم کے مختلف تراجم جو ہیگ مشن اور مختلف دوستوں سے اکٹھے کئے گئے۔ پھر ڈچ زبان میں اس نمائش کی تفصیلات کے ساتھ دعوت نامے پانچ صد کی تعداد میں تیار کروائے گئے۔ خاکسار نے نن سپیٹ اور اردگرد ۲۰۰ کے قریب دعوت نامے سکولوں، عیسائیوں اور دوسرے اداروں کو بھجوائے۔

افتتاح نمائش

مؤرخہ ۲ مئی بروز ہفتہ گیارہ بجے صبح نن سپیٹ کے لارڈ میئر MR. C. KOUGL نے ہماری درخواست پر بیت النور میں تشریف لاکر اس نمائش کا افتتاح کیا۔ خاکسار کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم عبد الملک عبد اللہ صاحب نے ڈچ ترجمہ سنایا اور مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ ہالینڈ نے اس نمائش کے بارہ میں تعارفی خطاب فرمایا اور قرآن کریم اور جماعت احمدیہ کی خدمات کے موضوع پر خوبصورت رنگ میں روشنی ڈالی۔ اور آخر میں لارڈ میئر کو افتتاح کی درخواست کی۔ لارڈ میئر نے پانچ منٹ کی تقریر میں عیسائیت اور دوسرے مذاہب کو اسلام سے روشناس کرانے کے لئے اس نمائش کو ایک مستحسن اقدام قرار دیا اور بتایا کہ اس قسم کی نمائش سے بہت سی غلط فہمیوں کو دور کیا جا سکتا ہے۔

لارڈ میئر کی تقریر کے بعد مکرمہ مسز بشریٰ حمید صاحبہ نے موصوف کو تفصیل سے ساری نمائش دکھائی اور میئر نے بہت دلچسپی سے نمائش کو دیکھا اور سوالات کئے۔ اسی دوران مکرم امیر صاحب، مکرم نعیم احمد صاحب اور خاکسار نے باقی سب مہمانوں کو تفصیل سے نمائش کا تعارف کرایا۔ افتتاح کے موقعہ پر تیرہ ۱۳ ڈچ مہمان، پریس کے تین نمائندگان مع فوٹو گرافر آئے ہوئے تھے۔ چار اخبارات میں نمائش کی فوٹوز کے ساتھ تفصیلی خبر شائع ہوئی۔ نیز نن سپیٹ اور گردونواح میں دیکھے جانے والے TEKT - T.V نے ۶ مئی کو صبح نو بجے سے شام سات بجے تک وقفے وقفے سے اس نمائش کے افتتاح کی خبر کے ساتھ لوگوں کو نمائش دیکھنے کی دعوت دیتا رہا۔ اب تک مختلف شہروں مثلاً NUNSPEET - ZWOLLE - ZIEST - UTRICHT - APELDOORN - DEN HAAG - AMSTERDAM اور GRONINGEN وغیرہ سے اب تک پچاس سے زائد زائرین اس نمائش کو دیکھ چکے ہیں۔ ZWOLLE کے ایک ڈچ وکیل تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ اخبارات نے اتنا عمدہ تبصرہ نمائش کے بارے میں کیا ہے کہ میں یہاں آنے پر مجبور ہوگیا۔ اور نمائش کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا ترجمہ قرآن کریم اور "مسیح ہندوستان میں" خرید کر لے گئے۔ اسی طرح مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ نمائش کو دیکھنے آرہے ہیں جن کے تاثرات اور ایڈریس ایک کاپی میں جمع کئے جا رہے ہیں۔

اس نمائش کے ذریعے اب تک پچاس گلڈرز کا لٹریچر فروخت ہو چکا ہے اور "الاسلام" کا ایک خصوصی نمبر اس موقعہ پر شائع کیا گیا ہے جو ہر آنے والے کو پیش کیا جاتا ہے نیز بعض پمفلٹ بھی پڑھنے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم پر لیکچر

قرآن کریم کی نمائش کے تسلسل میں مختلف دنوں میں چار مختلف عنوانات پر لیکچرز کا پروگرام بھی رکھا گیا۔ چنانچہ اس سلسلہ کا پہلا لیکچر ۹ مئی کو مکرمہ مسز بشریٰ حمید صاحبہ نے بعنوان "قرآن کریم میں عورت کا مقام" بیت النور میں دیا۔ بفضلہ تعالیٰ اس دن بھی مقامی ڈچ احباب ۱۴ شامل ہوئے اور دو گھنٹے تک بڑی دلچسپی کیساتھ سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ ۲۳ مئی کو مکرم عبد الحمید خان صاحب کا لیکچر ہوا، عنوان تھا "قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام"۔ ۶ جون کو مکرم مولانا عبد الحکیم اکمل صاحب کا لیکچر بعنوان "قرآن کریم کیا تعلیم دیتا ہے" اور آخری لیکچر ۲۰ جون کو مکرم شاہد محمود صاحب فراڈس کا لیکچر مقرر ہے عنوان ہے "قرآن کریم میں بعد الممات حیات کا تصور"۔

احباب سے ان جملہ پروگراموں کے بابرکت اور نتیجہ خیز ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

● مکرم ایس۔ اے۔ کے ایم سیف الدین صاحب ڈسٹرکٹ آڈٹ آفیسر سندر گڑھ اڑیسہ اپنے بیٹے سید اعجاز احمد و سید امتیاز احمد کے امتحان میں نمایاں کامیابی، اعلیٰ ترقی اور وطن کے قریب تبادلہ اور اپنی [illegible] سالہ بچی عزیزہ [illegible] سلمہا [illegible] معذور ہے کی کامل صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

"دُختِ کرام"

حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم رضی اللہ عنہا کی چند پیاری یادیں!

از محترمہ فرحت الٰہ دین صاحبہ اہلیہ محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب سکندرآباد

رمضان المبارک کے نویں روز سے مغرب کی بہشتی ساعتوں کے قریب جبکہ میں تسبیح و تحمید میں مشغول تھی، اچانک یہ روح فرسا خبر سُنی جسے سُن کر نہ ہی یقین آتا تھا اور نہ یقین کرنے کو دل چاہتا ہے کہ ہمارے محبوب و مقدس آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے چھوٹی لختِ جگر حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ، رمضان المبارک کو اس دارفانی سے کوچ فرما کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ اِنّا للّٰہ وانا الیہ راجعون ہ

افسوس! کس قدر المناک صدمہ سے دوچار ہونا پڑا خاندان حضرت مسیح پاک کو، اور خاص طور پر پردیس میں ہمارے پیارے امام کو! اللہ ہی ہر آن آپ کا حافظ و ناصر رہے ——— میرا دل غم کی انتہاہ گہرائیوں میں ڈوب کر رہ گیا۔ اندر سوچنے لگی کہ یوں تو آپؓ کی صحت کمزور چلی آرہی تھی تاہم دل کہتا تھا کہ کم از کم جماعت کے جشن صد سالہ تک تو جیتی رہیں گی۔ لیکن خدا کی تقدیر۔ بہر حال اپنے وقت پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور ایسی مقدس ہستیاں جو شعائر اللہ کا درجہ رکھتی ہوں اور خدا کی محبت و معرفت کی مظہر ہوں، ان کی جدائی کا تصوّر، چاہے کسی مرحلہ پر بھی ہو جلد اور ناگہاں معلوم ہوتا ہے۔ اور انسان کو اُس کی اپنی بے بسی کا احساس دلا جاتا ہے ——— یہ خاتون مبارکہ ہم سے یوں اچانک جدا ہو جائیں گی، کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ ہاں وہ مسیح پاک کی لختِ جگر جسے خداتعالیٰ نے اپنے الہام میں "دُختِ کرام" کے لقب سے یاد فرمایا۔ وہ نسلِ سیّدہ کے پنجتن کی آخری نشانی، ملائک کے جلو میں مولیٰ کریم کے دربار میں حاضر ہوگئی اور ہم ہاتھ ملتے رہ گئے۔ یہ رنج و ملال تو بشری تقاضا ہے مگر ہم خداتعالیٰ کی قضا پر راضی ہیں اور زبان بے اختیار یہی صدا بلند کرتی ہے کہ

اِنّا للّٰہ وانا الیہ راجعون ہ

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ عرف "چھوٹی بیگم صاحبہ" کی پیاری یادیں میرے ذہن کے دریچوں کے تمام منقّے جگمگا اُٹھے اور مجھے یوں لگا جیسے ابھی کل ہی کی تو بات تھی کہ میں آپؓ سے ملی تھی اور آپؓ کے پیار اور محبت و شفقت سے فیضیاب ہوئی تھی ———!

سنہ ۷۹ء فروری کے ایام تھے جب میں اپنے تینوں بچوں کے ہمراہ ربوہ گئی تھی۔ اس وقت پیارے خلیفہ ثالثؒ زندہ تھے۔ پیارے ابّا جان (یعنی محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم) زندہ تھے میں اپنے تینوں بچوں کو لے کر والدہ صاحبہ کے ہمراہ حضرت چھوٹی بیگم صاحبہؓ کی ملاقات کو حاضر ہوئی۔ دل میں ایک خوف، حجاب اور جھجک محسوس کر رہی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی ہیں اور میں آداب سے ناواقف۔ کہیں کوئی بے ادبی مجھ سے یا بچوں سے سرزد نہ ہو جائے۔ امّی جان نے تسلّی دی اور کہا کہ بیگم صاحبہ تو نہایت ہی شفیق وجود ہیں تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ان دنوں بھی آپ کی طبیعت کسی وقتی تکلیف کی بناء پر ناساز تھی۔ اور ڈاکٹرز نے ملنے جُلنے اور زیادہ بات کرنے اور اُٹھ کر بیٹھنے سے منع کیا ہوا تھا۔ لیٹے لیٹے کبھی کبھی ملاقات فرما لیا کرتی تھیں۔ یہ اطلاع ملنے پر کہ میری امّی آئی ہیں فوراً وقت عنایت فرمایا۔ امّی نے میرے لئے اجازتِ ملاقات طلب کی جسے بعد شفقت منظور فرما لیا۔ چنانچہ میں اپنے بچوں کے ہمراہ حاضر ہو کر سلام کر کے معانقہ کیا۔ بستر پر ہی سے مجھے معانقہ کا شرف عطا فرمایا۔ پھر سب بچوں سے باری باری گفتگو کی ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ سب کے نام پوچھے اور تعلیمی کیفیت دریافت فرمائی۔ دونوں لڑکوں کو دیکھ کر فرمایا کہ "یہ دونوں اپنے نانا جان سے مشابہ ہیں۔" بڑے بچے سلطان کو دیکھ کر فرمایا "ماشاءاللہ قد تو اچھا نکال لیا ہے۔" پھر پیارے ابّا جان کا تذکرہ بڑی محبت سے فرماتے ہوئے کہنے لگیں "محترم مولوی صاحب تمہارے ابّا جی بڑے خلوص والے انسان ہیں۔ تقریباً روز مجھ سے مل لیتے ہیں اور جو کام ان کے سپرد کروں وہ بڑی اچھی طرح کر دیتے ہیں۔ میں تو ان کی بڑی ممنون ہوں۔ تمہارے لئے بھی اکثر دُعا کی یاد دہانی کرواتے رہتے ہیں۔"

پھر میرے بہنوئی جو ربوہ فضل عمر ہسپتال کے انچارج اور آپؓ کے بھی ڈاکٹر رہے ہیں (یعنی محترم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی) ان کی بھی تعریف فرمائی کہ بڑے اچھے مخلص ڈاکٹر ہیں۔ میری ان کو بہت فکر رہتی ہے احتیاط بہت کرواتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر ہمارے بچوں سے ہندوستانی قومی ترانہ سُنا۔ اور بہت محظوظ ہوئیں اور لفظ "ترانہ" کا مطلب پوچھا اور ہندوستانی طرز معاشرت، رہن سہن، طور طریق کے بارے میں گفتگو جاری رہی۔ میں حضرت بیگم صاحبہؓ کے لئے شال کا تحفہ لے گئی تھی اُسے بہت پسند فرمایا اور فرمانے لگیں "مجھے حیدرآباد کی خوشبودار چیزیں مثلاً کستوری، اُود اور لوبان بہت پسند ہیں ہو سکے تو وہ مجھے بھجوانا۔" چنانچہ یہ چیزیں تھوڑی سی مقدار میں لے گئی تھی آپ کی خدمت میں پیش کیں جسے بیحد پسند فرمایا۔ بعد میں آنے جانیوالوں کے ہمراہ کستوری کا ایک پیکیٹ بھیجا تھا تو ازراہِ شفقت آپ نے شکریہ کا خط لکھوایا۔ حقیر سے تحفے کی بیحد قدر دانی فرمائی میں نے دُعا کی خصوصی درخواست کی تو فرمانے لگیں ہاں میں دُعا کروں گی۔ تم مجھے خط بھی لکھنا۔ چنانچہ میں نے ہندوستان واپس آ کر آپ کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا تو کمال شفقت سے جواب لکھوا کر بھیجا۔ پھر جب بھی وقتاً فوقتاً والدہ صاحبہ سے ملاقات ہوتی تو میرے بارے میں پوچھا کرتیں اور محبت بھرے سلام کے تحفے بھجواتیں۔

ان ہی دنوں ربوہ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ میں اپنی بہن شوکت گوہر اور ان کے شوہر ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی اور بچوں کے ہمراہ دو روز کے لئے لاہور گئی تھی۔ اس دوران حضرت چھوٹی بیگم صاحبہؓ نے مجھے یاد فرمایا۔ اور میری عدم موجودگی کا علم ہونے پر اپنے خادم کے ہاتھ اپنی استعمال شدہ قمیض بطور تبرک اور ایک نیا کپڑا قمیض کا میری بیٹی عزیزہ منصورہ کے لئے بھجوایا۔ لاہور سے واپس آئی تو یہ معلوم کر کے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس روز آپؓ کی طبیعت خدا کے فضل سے بحال تھی اور آپ تخت پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھیں۔ بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور بہت محبت سے ملیں۔ لجنہ کی کارکردگی، جماعتی تنظیم اور مختلف نوعیت کی گفتگو فرمائی۔ لجنہ کی حسنِ کارکردگی پر تحسین فرمایا۔ وہاں بھارت میں تو آپس بہت محنت کر رہی ہیں خدا انہیں جزائے خیر دے۔ میں نے بھی محترمہ آپا جان امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی مساعی حسنہ کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ واقعی بھارت کی لجنات دراصل آپا جان صاحبہ کی ذاتی کوشش سے بیدار ہوئی ہیں۔

پھر جب ہم واپس ہونے لگے تو ملاقات کی سعادت ملی۔ بڑی محبت سے ملیں مجھے دیر تک گلے سے لگائے رکھا پھر فرمانے لگیں بیٹی بڑی دور چلی گئی ہے۔ بار بار یہی کہا اور فرمایا جلد جلد آیا کرو۔ مولوی صاحب بھی تم کو بہت یاد کرتے رہتے ہیں۔ پھر ساری تفصیل پوچھی کہ کیسی حیدرآباد کب تک پہنچوں گی وغیرہ سب تفصیل سُن کر فرمایا "اللہ تمہارا نگہبان ہو۔ خیریت سے پہنچائے۔ اپنے میاں کو میرا سلام پہنچانا۔

دوسری مرتبہ میری آپ سے ملاقات خلافتِ رابعہ کے پہلے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہوئی جب میں اپنے سب بچوں اور شوہر کے ہمراہ ربوہ گئی تھی۔ اس مرتبہ بھی بیحد محبّت اور شفقت سے ملیں۔ سب بچیوں سے باری باری معانقہ فرمایا۔ بچیوں کے کپڑے دیکھ کر فرمایا "اچھا تو وہاں بھی جوڑی دار کا رواج ہے۔" اور ان کے کپڑوں پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ میری امّی نے بچیوں کو سونے کی انگوٹھیاں تحفہ دی تھیں۔ میں نے امّی سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ انگوٹھیاں اگر حضرت چھوٹی بیگم صاحبہ اپنی انگلی میں پہن کر ہماری بچیوں کے لئے دُعائے خیر فرما دیں تو ہمیں بڑی برکت حاصل ہو۔ میری امّی نے جب آپؓ سے اس خواہش کا اظہار کیا تو مسکرائیں پھر فرمایا کہاں ہیں وہ انگوٹھیاں۔ چنانچہ جب پیش کی گئیں تو آپؓ نے اپنی انگشت مبارک میں پہن کر اوڑھنی سر پر اوڑھ کر ہم سب کے ساتھ لمبی دُعا کرائی۔ اور بچیوں کیطرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا خداتعالیٰ تم لوگوں کی نیک قسمت کرے اور درخشاں مستقبل بنائے آمین۔

یہ محض خداتعالیٰ کا فضل و کرم تھا کہ مجھ ناچیز دُور دراز مقام پر رہنے والی بھی امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر و مقدس دخترِ نیک اختر کی محبت و شفقت اور آپ کی دُعاؤں اور تبرکات سے سرفراز کی گئی فالحمد للّٰہ علیٰ فضلہٖ و احسانہٖ۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دست بہ دُعا ہوں کہ مولا کریم حضرت چھوٹی بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کو اپنے جوارِ رحمت میں مقامِ خاص عطا فرمائے آپ کی پیاری اولاد کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو اور ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور اس صدمے اور جُدائی کے غم کے بُرے اثرات سے محفوظ رکھے آمین۔ ــــہ

اے خدا بر تربتِ او رحمت ببار
داخلش کُن از کمالِ فضل در جنّاتِ نعیم

کلکتہ میں آل بنگال مجالس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات

رپورٹ مرسلہ: مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر۔ مبلغ انچارج کلکتہ

مورخہ ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ اپریل بروز ہفتہ، اتوار دار التبلیغ کلکتہ میں دو روزہ تیسرے آل بنگال مجالس خدام الاحمدیہ۔ انصار اللہ اور اطفال الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات کا بابرکت انعقاد عمل میں آیا جو خدا کے فضل سے بہت ہی کامیاب رہا۔ شرکاء اجتماعات نے ہر پروگرام میں گہری دلچسپی سے حصہ لے کر قابل تحسین نمونہ دکھایا۔ اور یہ بات خاص طور پر محسوس کی گئی کہ ہر مجلس نے اپنے مجوزہ لائحہ عمل کے مطابق اپنے معیار کو بلند کیا ہے اور انفرادی طور پر نماز روزے کی باقاعدگی اور خدمت الٰہی اللہ کے کاموں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ الحمد للہ

تیاری اجتماعات

مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے ناظم انصار اللہ علاقہ مغربی بنگال اور مکرم عبد الحمید کریم صاحب قائد علاقائی مغربی بنگال مسلسل ایک ماہ سے اجتماعات کے انعقاد کی تیاری میں دن رات مصروف رہے۔ صوبہ بنگال کی جملہ مجالس کو اجتماعات کے پروگرام اور ضروری اہم ہدایات بار بار مرکز کے ذریعہ بھجوائی گئیں۔ رسالہ البشریٰ میں بھی پروگرام شائع کیا گیا۔ کلکتہ کے قائد مکرم منظور عالم صاحب اور کلکتہ کبیرہ کے خدام کے ذمہ جو ڈیوٹیاں لگائی گئیں خدا کے فضل سے ہر ایک نے ان کو کما حقہ ادا کرنے کی کوشش کی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

اس اجتماع میں مجموعی اعتبار سے ۱۸ مجالس کے ۲۱۷ نمائندے شریک ہوئے جس میں ۴۶ انصار۔ ۱۱۹ خدام اور ۵۲ اطفال تھے۔ سابقہ ریکارڈ کے بالمقابل حاضری میں ۴۰ سے زائد اراکین کا اضافہ ہوا۔ علاوہ ازیں ۵ غیر احمدی اور ۳ غیر مسلم نوجوان باہر کی مجالس کے ہمراہ کلکتہ آئے۔ اسی طرح مضافات کلکتہ سے قریباً ۱۵ مستورات کے علاوہ کثیر تعداد میں جماعت کلکتہ کی مستورات نے بھی پردے کی رعایت سے دونوں دن اجتماعات کی کارروائی کو سنا۔ نیز کلکتہ کے خدام بھی اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو اپنے ہمراہ اجتماع کے پروگراموں میں لاتے رہے جن کی تعداد ۲۰ سے اوپر پہنچی۔ ایک خصوصیت ان اجتماعات کی یہ تھی کہ ایک معمّر سالہ انصار مکرم شبیر علی صاحب۔ اور ایک خادم شیخ محبت اللہ صاحب مسلسل ۱۴ گھنٹے ۸۶ کلو میٹر کا سفر سائیکل پر طے کر کے گنگا رامپور (ونلپور) سے کلکتہ پہنچے نیز ایک اور خادم شیخ افضل احمد صاحب ۲ گھنٹے تین منٹ میں ۵۴ میل کا سفر طے کر کے بالسرہ سے کلکتہ پہنچے۔

پہلا دن

پروگرام کے مطابق ۲۵ ر کو صبح تین بجے مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج سرینگر نے نماز تہجد پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب۔ مکرم نور احمد صاحب اور مکرم روشن علی صاحب نے علی الترتیب قرآن مجید۔ حدیث شریف اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیا۔

ناشتہ وغیرہ سے فراغت کے بعد صبح ۹½ بجے مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے ناظم انصار اللہ برائے علاقہ مغربی بنگال کی زیر صدارت مجلس انصار اللہ کا افتتاحی اجلاس شروع ہوا۔ مکرم عطاء الرحمٰن صاحب زعیم گنگا رامپور کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم نذیر الدین صاحب انور زعیم انصار اللہ کلکتہ کے ساتھ مکرم جملہ انصار اللہ نے عہد دہرایا بعدہٗ مکرم مولوی محمد یونس صاحب معلم وقف جدید بالسرہ اور مکرم مظہر احمد صاحب بانی کلکتہ نے منظوم کلام سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد مکرم روشن علی صاحب صدر جماعت بالسرہ نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پڑھ کر سنایا اور مکرم نور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ گنگا رامپور نے مجالس انصار اللہ کی سالانہ رپورٹ بابت سال ۸۷-۱۹۸۶ء پڑھ کر سنائی۔ اس اجلاس کی اہم تقریر مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج سرینگر کی تھی۔ موصوف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور قبر مسیح کے بارہ میں جدید انکشافات پر روشنی ڈالی۔ آخر میں صدارتی خطاب ہوا جس میں خاص طور پر ناظم صاحب انصار اللہ علاقائی نے احباب کو ہر پروگرام میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ اور انصار بھائیوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا۔

افتتاحی اجلاس کے بعد انصار کی تقویمیٹر دوڑ۔ میوزیکل چیئر اور ہنڈیا توڑنا وغیرہ کھیلیں کرائی گئیں۔ کھیلوں کے بعد انصار اللہ کا حسن قرأت۔ نظم خوانی اور تقریری مقابلہ کرایا گیا جس وقت انصار کو کھیل کے میدان میں لے جایا گیا اسی دوران مسجد میں مجلس اطفال الاحمدیہ کے اجتماع کا افتتاحی اجلاس رکھا گیا تھا جس کی صدارت مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج سرینگر نے کی۔ عزیز عبد المتین کبیرہ کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم اعجاز احمد صاحب ملک نے اطفال کا عہد دہرایا۔ عزیز عبد الوہاب کبیرہ نے نظم پڑھی جس کے بعد مکرم عبد الحمید صاحب کریم قائد علاقائی نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم نو کا جو کام ہوا ہے اس کا مختصر جائزہ پیش کیا اور آخر میں صدر اجلاس نے بچوں کو ضروری اور قیمتی نصائح کیں۔ دعا کے بعد بچوں کو بھی کھیل کے میدان میں لے جایا گیا جہاں بچوں نے دوڑ اور شوٹ میں حصہ لیا۔ بعد ازاں انصار اللہ کے ساتھ ساتھ اطفال الاحمدیہ کے بھی رات گئے تک دینی مقابلہ جات ہوتے رہے چنانچہ اطفال کے حسن اذان۔ حسن قرأت۔ نظم خوانی تقریر اور حفظ نماز وغیرہ کے مقابلے کروائے گئے۔

دوسرا دن

اجتماعات کے دوسرے دن کے پروگرام کا آغاز بھی صبح تین بجے نماز تہجد سے ہوا جو خاکسار نے پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد مکرم سید محمد نور عالم امیر جماعت احمدیہ کلکتہ۔ مکرم شیخ محمد سلیم صاحب (جاپانی) نو احمدی۔ مکرم عبد اللہ جلال الدین معلم وقف جدید نے علی الترتیب قرآن مجید۔ حدیث شریف اور ملفوظات حضرت امام مہدی علیہ السلام کا درس دیا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد ناشتہ وغیرہ کے لئے وقفہ رکھا گیا تھا اور ٹھیک صبح ساڑھے آٹھ بجے تمام خدام کا کتاب "احمدیت کا پیغام" کا تحریری امتحان لیا گیا جس میں ہر خادم کا شامل ہونا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ بعدہٗ ۹ بجے مکرم سید محمد نور عالم صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کی زیر صدارت مجلس خدام الاحمدیہ کا افتتاحی اجلاس شروع ہوا۔ خاکسار کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم عبد الحمید صاحب کریم قائد علاقائی کے ساتھ تمام خدام نے اپنا عہد دہرایا اور بچی عبد المنان کبیرہ کی نظم کے بعد مکرم مولوی فاروق احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے مجلس خدام الاحمدیہ بنگال کی سالانہ کارگزاری رپورٹ بابت سال ۸۷-۱۹۸۶ء پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ مکرم منظور عالم صاحب قائد مجلس کلکتہ اور مکرم عبد الحمید صاحب کریم قائد علاقائی نے خدام سے خطاب کیا۔ ہر دو نے خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ خصوصاً قائد صاحب علاقائی نے حضور کی بابرکت تحریک "داعی الی اللہ" میں خدام کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور میدان تبلیغ میں مسابقت کی روح پیدا کرنے پر زور دیا اور آخر میں خاکسار اور محترم صدر اجلاس نے خدام کو ضروری امور کی طرف توجہ دلائی اور نصائح کیں۔

افتتاحی اجلاس کے بعد تمام خدام کھیل کے میدان میں گئے جہاں تین فٹ بال ٹیموں کے مابین دلچسپ مقابلہ ہوا۔ مجلس بالسرہ کی ٹیم نے پہلے بتھاری کی ٹیم کو ایک گول سے اور اس کے بعد کلکتہ کی ٹیم کو دو گول سے شکست دیکر اول پوزیشن حاصل کی اور اسی طرح بالسرہ کی ٹیم ایک سال کے لئے ظاہر ٹرافی کی حقدار قرار پائی۔ فٹ بال کے علاوہ خدام کا شوٹ کا بھی مقابلہ کرایا گیا۔ دوپہر کے کھانے اور ظہر و عصر کی نماز کے بعد خدام الاحمدیہ کے دینی مقابلے کرائے گئے۔ چنانچہ حسن قرأت۔ نظم خوانی اور تقاریر کے مقابلے ہوئے۔

اختتامی پروگرام

اس دو روزہ سالانہ اجتماعات کے اہم اختتامی پروگرام کے منتظمین اجتماع نے مخصوص دعوتی کارڈ شائع کر کے غیر از جماعت دوستوں میں تقسیم کئے تھے چنانچہ خدا کے فضل سے ۲۲ سے زائد غیر از جماعت دوستوں نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ بعد نماز مغرب و عشاء ٹھیک سات بجے خاکسار مبلغ انچارج مغربی بنگال کی زیر صدارت اس اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا جس میں ہماری درخواست پر جناب جسٹس محمد شمس الدین کلکتہ ہائی کورٹ مہمان خصوصی اور مکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد عثمان غنی ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ اسلامک ہسٹری و کلچر کلکتہ یونیورسٹی خصوصی مقرر کے طور پر شریک ہوئے۔ مکرم محمود سبحان علی صاحب صدر جماعت ہوگلی کی تلاوت قرآن مجید کے بعد تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر خاکسار کے ساتھ جماعت احمدیہ کا عہد دہرایا۔ بعدہٗ مکرم عبد المنان صاحب کبیرہ نے بنگلہ نظم سنائی بعد ازاں اطفال الاحمدیہ کا دینیات کوئز کنٹسٹ کا پروگرام رکھا گیا تھا جو بہت ہی دلچسپ تھا۔ چنانچہ A اور B دو ٹیموں سے ۱۵-۱۵ سوالات کئے گئے

(باقی صفحہ ۲ کالم ۳ پر)

کوچین (کیرالہ) میں مجالس خدام الاحمدیہ صوبہ کیرالہ کا کامیاب سالانہ اجتماع

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے علاوہ صوبہ بھر کی ۲۶ مجالس کے ۳۰۰ سے زائد نمائندگان کی شرکت

رپورٹ مرتبہ: مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجالس خدام الاحمدیہ صوبہ کیرالہ کا سالانہ اجتماع مورخہ ۴، ۵ اپریل ۱۹۸۷ء کو کوچین کے مقام پر منعقد ہوا۔ اجتماع میں شمولیت کی غرض سے مرکز سلسلہ قادیان سے مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ خاکسار جاوید اقبال اختر اور مکرم چوہدری محمد عارف صاحب نائبین صدر مرکزیہ کے ہمراہ ۳ اپریل کی شام کوچین پہنچ گئے تھے۔ بفضلہ تعالیٰ اس اجتماع میں صوبہ بھر کی ۲۶ مجالس کے ۳۰۰ سے زائد نمائندگان نے شمولیت کی۔

افتتاحی اجلاس

صوبائی اجتماع کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی مورخہ ۴ اپریل ۸۷ء کو مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی زیر صدارت دو بجے بعد دوپہر مکرم ٹی۔ احمد سعید صاحب نائب قائد علاقائی کیرالہ کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ بعدہٗ مکرم ٹی۔ کے۔ محمود صاحب قائد علاقائی کیرالہ نے خدام الاحمدیہ کا عہد دہرایا۔ بعد ازاں ملیالم نظم مکرم پی۔ ظفر اللہ صاحب کرولائی نے سنائی محترم ناصر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کوچین نے مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا۔ اسکے بعد مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خطاب کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ارشادات کے مطابق عملی میدان میں سعی پیہم اور تبلیغی جہاد میں اپنے آپ کو مکمل طور پر جھونک دینے کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ دوران خطاب مکرم صدر صاحب نے نظام خلافت کے ساتھ مکمل وابستگی کی اہمیت و برکات پر بھی روشنی ڈالی۔ ساتھ ہی آپ نے مکرم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ مکرم ٹی۔ کے۔ محمود صاحب قائد علاقائی کیرالہ نے مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو خوش آمدید کہا اور اجتماع کے انعقاد پر خوشنودی کا اظہار کیا۔ ازاں بعد خاکسار جاوید اقبال اختر نائب صدر اور مکرم چوہدری محمد عارف صاحب ننگلی نائب صدر مرکزیہ نے تقریر کرتے ہوئے خدام و اطفال کو ان کی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس افتتاحی اجلاس میں مکرم مولوی عبد الحق صاحب انسپکٹر وقف جدید اور مکرم سی۔ کے۔ جلوی صاحب صدر جماعت احمدیہ وانیمبلم نے بھی تقاریر کرتے ہوئے حسب موقعہ خدام و اطفال کو نصائح کیں۔ آخر میں مکرم ڈی مقصود احمد صاحب نے جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور بعد دعا یہ افتتاحی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

بفضلہ تعالیٰ اس اجتماع کے دوران اذان، حسن قرأت، پیغام رسانی، ذہنی آزمائش، نظم خوانی (ملیالم، اردو، عربی) مشاعرہ اور تقاریر کے مقابلہ جات ہوئے۔

اسی طرح اجتماع کے موقع پر نماز باجماعت، نظام جماعت کی پابندی، صوفی ازم اور ظہور امام مہدی علیہ السلام کے موضوعات پر مکرم مولوی محمد یوسف صاحب، مکرم سی ایچ عبد الشکور صاحب۔ مکرم مولوی کے عسلوی صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم عبد الرحمٰن صاحب ایڈیٹر پریم دوا نے علیحدہ علیحدہ نشستوں میں تقاریر کیں۔

ساحل سمندر پر واقع کوچین میں اس اجتماع کے دوسرے روز بذریعہ SHIP کوچین میں واقع جزیروں اور کچھ فاصلے تک سمندر کی سیر کا پروگرام بھی بنایا گیا جسمیں قریباً تمام خدام نے تین گھنٹے تک حصہ لیا۔ مکرم کے بشیر صاحب صدر جماعت ارناکلم نے اجتماع کے دوران ایک ویڈیو شو پیش کیا جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

اختتامی اجلاس

مورخہ ۵ اپریل ۱۹۸۷ء کو رات ۹ بجے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی زیر صدارت آل کیرالہ صوبائی اجتماع کا اختتامی اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ عہد خدام الاحمدیہ اور نظم خوانی کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے خدام و اطفال اور دیگر حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے موجودہ دور میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات سلسلہ پابندی نماز، تربیت، تبلیغ و دعوت الی اللہ کی روشنی میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی۔ بعدہٗ مکرم ڈاکٹر بی۔ منصور احمد صاحب نائب امیر صوبہ کیرالہ نے مختلف مقابلہ جات میں اوّل دوم اور سوم آنے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم فرمائے۔

آخر میں مکرم ٹی۔ کے۔ محمود صاحب قائد علاقائی کیرالہ نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اور بعد اجتماعی دعا یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اجتماع کے موقعہ پر قیادت علاقائی کی طرف سے مہمانوں کے قیام و طعام کا عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔ کھانے کے انتظامات وغیرہ کے سلسلے میں اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کوچین نے نمایاں کردار ادا کیا جس کے لئے وہ شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں۔

مکرم ڈاکٹر بی۔ منصور احمد صاحب نائب امیر کیرالہ اور مکرم ٹی۔ کے۔ محمود صاحب قائد علاقائی کیرالہ نے سالانہ اجتماع کے بعد مرکزی وفد کے لئے کیرالہ کی بعض مجالس کا تربیتی دورہ کا پروگرام مرتب کر رکھا تھا چنانچہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ و ہر دو نائب صدر صاحبان نے حسب پروگرام مجالس وانیمبلم۔ پتھ پیریم۔ کوڈیاتھور۔ تنیگاڈی۔ کالیکٹ۔ کیت لور۔ کوڈالی۔ شانور۔ مرکرہ اور وراج پیٹھ کا تربیتی دورہ کیا۔ مجالس نے تقریباً ہر جگہ خدام الاحمدیہ کے اور جماعتی اجلاسات منعقد کرنے کا اہتمام کیا۔ بفضلہ تعالیٰ ان تمام اجلاسات سے خطاب کیا گیا اور محترم صدر صاحب مرکزیہ نے مجالس کو نصائح سے نوازا۔

اس دورہ میں بعض جگہوں پر مکرم یو۔ انو بکر صاحب معلم وقف جدید بھی وفد کے ہمراہ رہے اور تقاریر کا ملیالم زبان میں ترجمہ کرنے میں بہت تعاون دیا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس دورہ کے بہتر اور دیرپا نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

آل بنگال ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات (بقیہ صفحہ ۱)

آخر تک دونوں ٹیموں کے نمبر برابر رہے دونوں ٹیموں نے اپنے حصہ کے ہر سوال کا برجستہ ٹھیک ٹھیک جواب دیا۔ آخر میں وقت کی رعایت کو مدنظر رکھتے ہوئے جنرل نالج کے سوالات کئے گئے اور بالآخر ایک نمبر کے فرق سے B ٹیم اوّل قرار پائی۔

اس کے بعد مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کرایا۔ اور مکرم سید محمد نور عالم صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے نظام جماعت اور ذیلی تنظیموں کا تعارف پیش کیا۔ بعد ازاں مہمان خصوصی جسٹس محمد شمس الدین صاحب نے صدر اجلاس کی درخواست پر دینی اور دنیوی مقابلہ جات میں اوّل۔ دوم اور سوم آنے والے خدام انصار اور اطفال میں اپنے ہاتھ سے انعامات تقسیم کئے۔ بعدہٗ مکرم مظہر احمد صاحب بانی نے نظم سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ نظم کے بعد جسٹس صاحب موصوف حاضرین سے خطاب فرمایا۔ موصوف نے خاص طور پر قوت عمل کو تیز سے تیز تر کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اور مکرم ڈاکٹر محمد عثمان غنی صاحب نے اپنی پُرجوش تقریر میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی و تربیتی مساعی کی تعریف کرتے ہوئے جماعت کو مبارکباد پیش کی اور بتایا کہ میں عموماً اپنی نجی مجلس میں اپنے مسلمان بھائیوں کو بار بار کہتا ہوں کہ آج دنیا میں واحد جماعت جماعت احمدیہ ہی ہے جو حقیقی معنوں میں اسلام اور انسانیت کی خدمت کر رہی ہے۔ اگرچہ بعض لوگ میری بات کو ناپسند کرتے ہیں لیکن میں بار بار کہتا ہوں کہ آج اسلام اور قرآن کی خدمت کا وقت ہے اور جو جماعت یہ کام کر رہی ہے میں اسی کے ساتھ ہوں۔ جماعت احمدیہ کے علاوہ کونسی جماعت یہ کام سرانجام دے رہی ہے اس کا جواب تسلی بخش آج تک مجھے کوئی نہیں دے سکا۔

آخر میں خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر میں جماعت احمدیہ کے تبلیغی و تربیتی پروگرام کی وضاحت کرتے ہوئے موجودہ حالات میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے اور ہر فرد جماعت کو داعی الی اللہ کی تحریک میں ہر طرح کی قربانی کے ساتھ شامل ہونے کی طرف توجہ دلائی۔ اور آخر میں معزز مہمانوں۔ حاضرین و مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے بعد اجتماعات کا پروگرام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اجلاس کے اختتام پر مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جسمیں عہدیداران جماعت۔ قائدین و زعماء کرام نے شرکت کی۔ آئندہ سال کے لئے تبلیغی و تربیتی امور پر غور و خوض ہوا اور بعد مشورہ فیصلے کئے گئے۔

آخر میں درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور ان اجتماعات کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔ آمین۔

شاہراہ غلبۂ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی و تربیتی مساعی

مضافات یادگیر (کرناٹک) میں دو امام الصلوٰۃ سمیت ۲۳ افراد کا قبولِ احمدیت

مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد مبلغ یادگیر لکھتے ہیں کہ مورخہ ۲۳/۳ کو ایک تبلیغی وفد بذریعہ موٹر کار یادگیر سے مختلف دیہات کا تبلیغی دورہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ رات تیماپور میں قیام کر کے وہاں سے چند افراد کو ہمراہ لے کر وفد دو حصوں میں منقسم ہو کر کوٹنال سے ہوتے ہوئے ہنا تور پہنچا۔ ہنا تور میں ایک احمدی دوست کے گھر نماز جمعہ ادا کرنے کا انتظام کیا گیا۔ مستورات کے علاوہ نمازیوں کی تین صفیں تھیں۔ خاکسار نے خطبہ جمعہ دیا جس میں تبلیغی و تربیتی امور بیان کئے۔ بعدہٗ گاؤں کے معزز لوگوں کو احمدی دوستوں کے توسط سے بلایا گیا۔ اس گاؤں کے امام الصلوٰۃ (سنی فرقہ) مکرم چاند پاشا صاحب اور چند غیر از جماعت دوست آئے۔ شام پانچ بجے تک ایک طویل تبلیغی گفتگو ہوئی۔ خاکسار اور مکرم سیٹھ عبد الصمد صاحب امیر وفد نے باری باری ان کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ امام الصلوٰۃ مکرم چاند پاشا صاحب کا دل قبولِ حق کے لئے کھول دیا اور وہ امام الزمان حضرت امام مہدی علیہ السلام کو مان کر جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے اور اپنے پورے خاندان سمیت بیعت کی۔ پھر ان کی مسجد میں جس میں وہ امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں، جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ پورے گاؤں میں منادی کروائی گئی۔ جلسہ کے لئے بکثرت غیر احمدی افراد تشریف لائے۔ بعد نماز مغرب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ جلسہ سیرت النبیؐ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو وہاں کے غیر احمدی دوست مکرم عبد الکریم صاحب نے کی۔ ازاں بعد مکرم ولی الدین خان صاحب احمدی نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ بعدہٗ خاکسار اور مکرم سیٹھ محمد عبد الصمد صاحب امیر جلسہ نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے احباب کو جماعت احمدیہ کی غرض و غایت سے واقف کروایا۔ غیر از جماعت دوستوں نے ہماری تقاریر کو بڑی توجہ سے سنا۔ جلسہ کے دوران غیر از جماعت معززین نے ارکان وفد اور دیگر تمام حاضرین کی چائے سے تواضع کی۔ فجزاہم اللہ خیراً۔

بعد نماز عشاء ہمارا قافلہ ہنا تور سے روانہ ہو کر کوٹنال پہنچا۔ وہاں سے صبح بگاری جاتے ہوئے راستے میں ایک مقام پر رُکے جہاں ہمارے دوسرے وفد کے مکرم حشمت اللہ صاحب کے بیٹے کی دکان ہے۔ موصوف نے اپنے چند زیرِ تبلیغ دوستوں کو جمع کیا۔ خاکسار نے قریباً ایک گھنٹہ تک ان کو تبلیغ کی۔ بفضلہ تعالیٰ انہوں نے اچھا اثر لیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر وفد بگاری پہنچا جہاں ایک ہوٹل میں قیام ہوا۔ احمدی احباب اطلاع ملتے ہی جمع ہو گئے اور تبلیغ و جلسہ سیرت النبیؐ کے انعقاد کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ اس موقعہ پر جماعت کے صدر مکرم عبد العزیز صاحب صدر جماعت بگاری موجود تھے ——— دوسرے دن رات ۹ بجے جلسہ سیرت النبیؐ کی کارروائی کا آغاز زیرِ صدارت مکرم عبد العزیز صاحب صدر جماعت تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو ایک غیر احمدی دوست مکرم حافظ محمد بشیر صاحب نے کی (جلسہ کے بعد بفضلہ تعالیٰ انہیں بھی بیعت کی توفیق ملی الحمدللہ) بعدہٗ مکرم محمد قاسم صاحب نے نظم پڑھی۔ پہلی تقریر خاکسار کی تھی جس میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ازاں بعد مکرم ولی الدین خان صاحب نے نعتیہ کلام خوش الحانی سے سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ آخر میں مکرم سیٹھ محمد عبد الصمد صاحب احمدی امیر وفد نے ایک پُر اثر تقریر کی اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد انفرادی تبلیغ کی گئی۔ بفضلہ تعالیٰ ہماری تبلیغ سے متاثر ہو کر ایک نوجوان جو کہ دارالعلوم حیدرآباد میں حفظ کے آخری سال میں ہیں بیعت کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ازاں بعد ایک اور نوجوان کی بیعت لی گئی نیز حاضرین میں سے ایک معزز دوست مکرم محمد حسین عبد الغنی صاحب جو تعلیم یافتہ اور میٹرک تک پڑھے ہوئے ہیں اپنے پورے خاندان سمیت بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔

سیتم پیٹھ سے ہمارا تبلیغی وفد ملور پہنچا جہاں مسلمانوں کے آٹھ گھر ہیں لیکن اسلام کی بنیادی باتوں سے بھی نابلد ہیں۔ ملور کی مسجد کے امام الصلوٰۃ مکرم پیر لال صاحب نے ان کے گھر پر ملاقات کی گئی اور تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا۔ انفرادی تبلیغ کے علاوہ مکرم امام الصلوٰۃ صاحب نے گاؤں کی مستورات کو جمع کر کے ہم سے خواہش کی کہ انہیں کوئی وعظ و نصیحت کی جائے۔ چنانچہ مکرم سیٹھ عبد الصمد صاحب نے مستورات کو اسلام کے بعض بنیادی مسائل بتا کر ان پر عمل کی تلقین کی۔ ازاں بعد خاکسار نے بھی تربیتی تقریر کی اور جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کی۔ الحمدللہ ہماری تبلیغ سے متاثر ہو کر بفضلہ تعالیٰ مذکورہ امام الصلوٰۃ مکرم پیر لال صاحب نے اپنے پورے خاندان سمیت بیعت کر کے احمدیت کو قبول کیا۔ نیز ایک تعلیم یافتہ نوجوان نے بھی اپنے خاندان کے ساتھ بیعت کی سعادت پائی۔

چھ دن کے دورہ کے بعد ہمارا یہ تبلیغی وفد بخیر و عافیت یادگیر واپس پہنچا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس دورہ میں دو امام الصلوٰۃ سمیت ۲۳ افراد کو بیعت کر کے قبولِ احمدیت کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ احباب جماعت سے ان سب نو مبائعین کی استقامت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

دورہ کے لئے کار کا انتظام مکرم سیٹھ محمد عبد الصمد صاحب امیر وفد نے کیا جبکہ دیگر تمام اخراجات مکرم سیٹھ صاحب موصوف اور مکرم سیٹھ محمد ذکریا صاحب ان سیکرٹری تحریک جدید نے برداشت کئے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین خیراً۔

اراکین وفد کے اسماء بغرض دعا ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

۱۔ مکرم سیٹھ محمد عبد الصمد صاحب امیر وفد (۲) مکرم اُسامہ احمدی ایڈووکیٹ قائد مجلس یادگیر (۳) مکرم رحمت اللہ صاحب جینا (۴) مکرم ولی الدین خان صاحب (۵) مکرم رحمت اللہ صاحب گڈمی۔ (۶) خاکسار محمد ایوب ساجد مبلغ سلسلہ۔

اللہ تعالیٰ جملہ اراکین وفد کی مساعی کو قبول فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

احمدیہ ریڈیو یوتھ کلب مدراس کی سرگرمیاں

مکرم ایم منصور احمد صاحب صدر احمدیہ ریڈیو یوتھ کلب مدراس، رقمطراز ہیں کہ احمدیہ ریڈیو یوتھ کلب، ریڈیو سنٹر تامل ناڈو کی دعوت پر کوئز Quiz پروگرام میں چند خدام شریک ہوئے۔ اگرچہ پروگرام سے ایک ہی دن قبل اطلاع ملی تھی اس لئے خدام بغیر کسی تیاری کے پروگرام میں اللہ کا نام لے کر شامل ہو گئے۔ سائنس، تاریخ اور سپورٹس کے متعلق کئی سوالات پوچھے گئے۔ پروگرام میں پانچ ریڈیو یوتھ کلب شامل ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدیہ ریڈیو یوتھ کلب ۱۶ نمبر حاصل کر کے مقابلہ میں اوّل قرار پایا۔ جو کلب دوم آئی اس کے ۷ نمبر تھے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

اسی طرح مدراس ریڈیو نیوز سروس نے ۲۸/۱ کو رات ۸ بجے جو ٹاک فیچر کیا اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے متعلق ایک مختصر اقتباس براڈکاسٹ کیا گیا۔ یہ بھی احمدیہ ریڈیو یوتھ کلب کی تحریک کا نتیجہ ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

شادی خانہ آبادی

مورخہ ۲۲/۱۱ کو مکرم ظفر اقبال صاحب ابن مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش قادیان اور عزیزہ نورین جبین عظمت صاحبہ بنت مکرم چوہدری منور علی صاحب سابق درویش حال مقیم کراچی پاکستان کی تقریب شادی عمل میں آئی۔ گیارہ افراد پر مشتمل بارات لاہور سے کراچی پہنچی اور دلہن کو ہمراہ لے کر بیک چھٹہ ضلع گوجرانوالہ آئی جہاں مکرم مستری منظور احمد صاحب کے بڑے بھائی مکرم سراج الدین صاحب کے مکان پر مورخہ ۲۳/۱۱ کو دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ مکرم مستری منظور احمد صاحب نے اس خوشی میں بطور شکرانہ مبلغ ۵۰ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیراً۔ قارئین بدر سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور ثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ادارہ)

درخواستِ دعا

مکرم انعام الحق صاحب مقیم فرینکفرٹ مغربی جرمنی، اپنی اہلیہ کی بسہولت فراغت، نیک و صالح خادم دین اولاد کے عطا ہونے اور اپنے بھائی عزیز عطاء الحی خان کے کاروبار میں خیر و برکت اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(ادارہ)

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفاتِ حسرت آیات پر مختلف جماعتوں کی طرف سے قرار دادہائے تعزیت

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفاتِ حسرت آیات پر اندرون و بیرونِ ملک سے قرار دادہائے تعزیت بغرضِ اشاعت موصول ہو رہی ہیں لیکن بوجہ عدم گنجائش ان سب کے متن کی اشاعت سے ادارہ حسبِ دستور معذرت خواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اخلاص اور دُعاؤں کو حضرت سیدہ ممدوحہ رضؓ کے حق میں قبول فرمائے۔ اور ہم سب کو آپؓ کے نیک نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔
ذیل میں ان جماعتوں کے نام درج کئے جا رہے ہیں (ادارہ)

۱۔ لجنہ اماء اللہ برطانیہ۔ ۲۔ لجنہ اماء اللہ کینیڈا۔ ۳۔ جماعت احمدیہ سونگڑہ (اڑیسہ)
۴۔ لجنہ اماء اللہ کیندرہ پاڑہ (اڑیسہ)۔ ۵۔ جماعت احمدیہ سکندر آباد۔ ۶۔ جماعت احمدیہ حیدرآباد
۷۔ جماعت احمدیہ اٹارسی (مدھیہ پردیش)۔ ۸۔ جماعت احمدیہ یاری پورہ (کشمیر)۔
۹۔ جماعت احمدیہ جسٹ چرلہ (آندھرا)۔ ۱۰۔ جماعت ہائے احمدیہ لائبیریا۔

پروگرام دورہ مکرم مولوی سید نصیر الدین احمد صاحب انسپکٹر بیت المال آمد قادیان
برائے صوبہ کشمیر

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مورخہ ۴/۶/۸۷ سے انسپکٹر صاحب موصوف درجِ ذیل پروگرام کے مطابق بغرضِ پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات اور تشخیص بجٹ ۸۸-۱۹۸۷ء دورہ کر رہے ہیں۔ جملہ عہدیدارانِ جماعت و مبلغین و معلمین حضرات سے انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ کما حقہٗ تعاون کرنے کی درخواست ہے۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۴/۶/۸۷	ناصر آباد	۱۸/۶/۸۷	۳	۲۱/۶/۸۷
جموں	۴/۶/۸۷	۱	۵/۶/۸۷	شورت	۲۱	۱	۲۲
بھدرواہ	۶	۲	۸	آسنور۔ کوریل	۲۲	۳	۲۵
سرینگر	۸	۱	۹	رشی نگر	۲۵	۳	۲۸
اونہ گام	۹	۱	۱۰	ماندوجن	۲۸	۱	۲۹
ترکہ پورہ	۱۰	۱	۱۱	صرفن نامن۔ گاگرن	۲۹	۱	۳۰
سرینگر	۱۱	۱	۱۲	مانلو	۱/۷/۸۷	۱	۲/۷/۸۷
ہاری پاری گام	۱۲	۱	۱۳	مینشہ واڑ	۲	۱	۳
اسلام آباد	۱۳	۱	۱۴	سرینگر	۳	۳	۶
اندورہ	۱۴	۱	۱۵	قادیان	۸/۷/۸۷	-	-
یاری پورہ۔ چک ایرچھ نونہ متی۔	۱۵	۳	۱۸	" "	"	"	"

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۶/۵/۳۱ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۳...

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PHONE:- 275475
RESI:- 273903
CALCUTTA - 700073.

الخیر کلّہٗ فی القرآن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA
PHONE:- 279203
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

نسل انساں سے مرد اب مانگنا بیکار ہے ٭ ہے ہماری اب تری درگاہ میں یارب پکار
رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)
RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCT.
PLOT NO. 6, GROUND FLOOR
OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTE FACTORY
ANDHERI (EAST)
PHONES OFFICE:- 6348179
RESI.:- 629389
BOMBAY - 400099.

ھُوَالنَّاصِر
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں
الرؤف جیولرز
۱۶- خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری۔ شمالی ناظم آباد۔ کراچی
(فون نمبر:- ۶۱۷۰۶۹)

ارشادِ باری تعالیٰ:-
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے!
(طالبِ دُعا)

AUTO WINGS
آٹو ونگس
13 - SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS - 600004
PHONES 76360
74350

یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ { کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس - سٹاکسٹ جیون ڈرلیبز - مدینہ میدان روڈ - بھدرک - ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر :- شیخ محمد یونس احمدی - فون نمبر - 294 }

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"

(ارشاد حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

NO. 75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J. C. ROAD, BANGALORE - 560002.
PHONE NO. 228666

محتاجِ دعا :- اقبال احمد جاوید مع برادران جے - این روڈ لائنز
اینڈ جے - این انٹرپرائسز

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" { ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

امپائر ریڈیو - ٹی وی - اوشا پنکھوں اور سلائی مشینوں کی سیل اینڈ سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS.
6 - ALBERT VICTOR ROAD; FORT.
GRAM:- MOOSARAZA } BANGALORE - 5600…
PHONE:- 605558 }

"پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے۔" (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders
WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS.
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD - 500002.
PHONE NO. 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

"ALLIED" ٹیلیگرام —— فون نمبر - 42916

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز :- کرشڈ بون - بون میل - ہارن سینیوز اور ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲/۲/۳/۲۴ عقب کاچیگوڑہ ریلوے سٹیشن - حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں!

(کشتی نوح)

NIR
CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں :-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ہوائی چپل نیز ربڑ پلاسٹک اور کینوس کے جوتے !!